اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

اللہ اکبر

الفضل قادیان

روزنامہ

ایڈیٹر غلام نبی

ترسیل زر بنام منیجر روزنامہ الفضل ہو

شرح چندہ پیشگی
سالانہ
ششماہی
سہ ماہی

Digitized by Khilafat Library

THE DAILY
AL FAZL, QADIAN

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

جلد ۲۴	مورخہ ۶ شعبان ۱۳۵۵ھ	یوم جمعہ	مطابق ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء	نمبر ۹۸

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۱ اکتوبر ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے ۔ کہ حضور کو کھانسی اور گلے کی خراش کی شکایت بدستور ہے ۔ اس قدر دیر تک ان شکایات کے سلسلہ کے لمبا ہونے کی وجہ اعصابی کمزوری ہے ۔ احباب دعا فرمائیں ۔ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت عطا فرمائے :۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے :۔

مولوی محمد یار صاحب عارف مبلغ ۔ اور ڈاکٹر عطر الدین صاحب بمبئی سے آئے ہیں :۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اہل مغرب کی ہدایت کے متعلق انتہائی کرب و اضطراب سے لبریز دعا

"چونکہ میں تثلیث کی خرابیوں کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہوں ۔ اس لئے یہ دردناک نظارہ کہ ایسے لوگ دنیا میں چالیس کروڑ سے بھی کچھ زیادہ پائے جاتے ہیں ۔ جنہوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا سمجھ رکھا ہے ۔ میرے دل پر اس قدر صدمہ پہونچاتا رہا ہے ۔ کہ میں گمان نہیں کر سکتا ۔ کہ مجھ پر میری تمام زندگی میں اس سے بڑھ کر کوئی غم گزرا ہو ۔ بلکہ اگر ہم و غم سے مرنا میرے لئے ممکن ہوتا ۔ تو یہ غم مجھے ہلاک کر دیتا ۔ کہ کیوں یہ لوگ خدائے واحد لاشریک کو چھوڑ کر ایک عاجز انسان کی پرستش کر رہے ہیں ۔ اور کیوں یہ لوگ اس نبی پر ایمان نہیں لاتے جو سچی ہدایت اور راہ راست لے کر دنیا میں آیا ہے ۔ ہر ایک وقت مجھے یہ اندیشہ رہا ہے کہ اس غم کے صدمات سے میں ہلاک نہ ہو جاؤں ۔" اور میرا اس درد سے یہ حال ہے ۔ کہ اگر دوسرے لوگ بہشت چاہتے ہیں ۔ تو میرا بہشت یہی ہے ۔ کہ میں اپنی زندگی میں اس شرک سے انسانوں کو رہائی پاتے اور خدا کا جلال ظاہر ہوتے دیکھ لوں ۔ اور میری روح ہر وقت دعا کرتی ہے ۔ کہ اے خدا ! اگر میں تیری طرف سے ہوں ۔ اور اگر تیرے فضل کا سایہ میرے ساتھ ہے ۔ تو مجھے یہ دن دکھلا ۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے سر سے یہ تہمت اٹھا دی جائے کہ گویا نعوذ باللہ انہوں نے خدائی کا دعوےٰ کیا ۔ ایک زمانہ گزر گیا ۔ کہ میرے پنجوقت کی یہی دعائیں ہیں ۔ کہ خدا ان لوگوں کو آنکھ بخشے ۔ اور وہ اس کی وحدانیت پر ایمان لائیں ۔ اور اس کے رسول کو شناخت کر لیں اور تثلیث کے اعتقاد سے توبہ کریں ۔"

ساتھ بجے قبرستان گیا تھا۔ میں اپنے گھر واقعہ محلہ دارالرحمت سے پگڈنڈی کے رستہ قبرستان گیا تھا۔ میں جب پہونچا تو قبر کے گرد دو حلقے بنے ہوئے تھے۔ رستہ میں میں عبدالعزیز ملزم شیخ فیض قادر اور ایک اور شخص کے ساتھ جاتا ہوا ملا تھا۔ وہاں سے قبرستان سو گز کے فاصلہ پر تھا۔ وہاں سے ہم اکٹھے ہی گئے۔ میں نے عبدالحق کو وہاں زمین پر لیٹے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ قبر سے پانچ چھ گز کے فاصلہ پر تھا۔ میں نے عبدالرحمٰن جٹ کو بھی وہاں دیکھا تھا۔ وہ وردی میں نہیں تھا۔ میں نے حلقہ کے اندر جانے کی کوشش ہی نہیں کی۔ اس لئے کیمرہ وغیرہ نہیں دیکھا۔ لالہ وزیر چند چند منٹ بعد پہونچ گیا تھا۔ احمدیوں کے پاس وہ ایک دو منٹ ٹھہرا۔ اور پھر بوہڑ کی طرف چلا گیا۔ جہاں ۲۵۔۳۰ احراری بیٹھے تھے۔ لالہ وزیر چند اس عرصہ میں واپس احمدیوں کی طرف نہیں آئے۔ جو فوٹو مجھے دکھایا گیا ہے۔ اسی طرح لوگ وہاں کھڑے تھے۔

بجواب جرح - میرا گھر دارالرحمت میں ہے۔ اور منگو کا شہر میں ہے۔ فرلانگ ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلہ پر۔ مجھے اس کی لڑکی کی وفات کے متعلق ۱۰ جون کو صبح سات بجے کے قریب معلوم ہوا تھا۔ یہ پتہ نہیں کس نے بتایا تھا۔ اس وقت میں سکول سے آ رہا تھا۔ گھر پہونچ کر سکول والے کپڑے اتارے اور قبرستان چلا گیا۔ اس دن سکول میں چھٹی ہو گئی تھی۔ کیونکہ ہیڈماسٹر صاحب کا لڑکا بی۔ اے میں پاس ہوئی تھی۔ آرڈر بک میں آرڈر دیا گیا تھا۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ میرے دستخط اس پر ہوئے یا نہیں۔ مجھے معلوم نہیں۔ کہ کب بی۔ اے کا نتیجہ نکلا تھا۔ نہ ہی مجھے معلوم ہے کہ ہیڈماسٹر صاحب کو کوئی تار وغیرہ اس کے متعلق آیا تھا۔ اخبارات بارہ بجے کی گاڑی سے یہاں آتے ہیں۔ میں گھر سے قبرستان کو اکیلا ہی روانہ ہوا تھا۔ عبدالعزیز ملزم اور میں قبرستان میں اکٹھے ہی رہے ہیں۔ یہ علم نہیں کہ فیض قادر کہاں کھڑا ہوا۔ حلقہ سے باہر میں نے کوئی کیمرہ نہیں دیکھا۔ اڑھائی تین سو احمدیوں کے پاس سوٹے یا چھڑیاں تھیں۔ میں نے صرف بیس پچیس لاٹھیاں دیکھی تھیں جنہیں دو دو آدمیوں نے پکڑ رکھا تھا۔ احمدی عام طور پر سوٹا رکھتے ہیں۔ کیونکہ سنت ہے ۴۔ ۵ سال ہوئے حضرت امیرالمومنین نے بھی خطبہ میں فرمایا تھا۔ اور اس کی تعمیل کرانے کے لئے ناظر صاحب امور عامہ نے بھی کئی بار اعلانات کئے ہیں۔ لالہ وزیر چند کے ساتھ کوئی سپاہی نہیں تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ کسی احمدی سے لالہ وزیر چند نے کوئی بات کی یا نہیں۔ جو لوگ بوہڑ کے نیچے بیٹھے تھے۔ ان میں سے میں عبدالقادر درزی اور علم الدین لوہار کو پہچانتا ہوں۔ وہ بار بار حلقہ کی طرف آتے تھے۔ میں نے یہ دیکھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ کہ لالہ وزیر چند کے پیچھے کوئی احمدی گیا ہو۔ میں نے راجہ عمر دراز کے سامنے کوئی بیان نہیں دیا۔ عبدالعزیز ملزم کا مکان میرے مکان سے شمال مشرق کی جانب قریباً ۲۵۰ گز کے فاصلہ پر ہے۔ عبدالعزیز کے مکان سے اس پگڈنڈی کے راستہ قبرستان پہونچا جا سکتا ہے۔ کمبوہ ادھر سے گزرنے سے روکتے ہیں۔ مگر اس دن کوئی ان میں سے وہاں نہ تھا۔

پنچ کے بعد حسب ذیل بیانات ہوئے

جناب چودھری اسد اللہ خانصاحب بیرسٹر ایم۔ ایل سی کا بیان

میں نیشنل لیگ کور کا قائد اعظم ہوں کور میں سولہ سے چالیس سال کی عمر کے لوگ شامل ہو سکتے ہیں۔ خاکی قمیص جس پر سبز شولڈر سٹریپ اور سبز پاکٹ سٹریپ ہوتے ہیں۔ خاکی پگڑی۔ کور کی وردی ہے۔ میں عبدالرحمٰن جٹ ملزم کو جانتا ہوں۔ اس کا نیشنل لیگ کور کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ فخرالدین ملتانی کا بھی کوئی تعلق نہیں۔

بجواب جرح - نیشنل لیگ کور عرصہ دو سال سے قائم ہے۔ سب ممبروں کا نام تو یاد نہیں۔ مگر سامنے آئے تو بتا سکتا ہوں۔ کور کی پریڈ ملٹری پریڈ کی طرح نہیں ہوتی۔ ایسی ہی ہوتی ہے۔ جیسی سکول کے لڑکے بائیسکاؤٹ کرتے ہیں

بیان ایڈیٹر الفضل

میں الفضل ۴۔۱۰۔۱۱ اپریل ۱۹۳۵ء کے پرچے پیش کرتا ہوں۔ ان میں احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن او نیشنل لیگ قادیان کے جلسوں کی رپورٹیں درج ہیں ظہور احمد۔ رحمت اللہ شاکر اور عبدالرحمٰن جٹ جن کا ان پرچوں میں ذکر ہے وہی ہیں جو اس مقدمہ میں ملزم ہیں۔ میں نے اخبار احسان ۸ مئی ۱۹۳۵ء دیکھا۔ یہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ (اس میں رحمت اللہ شاکر اور ظہور احمد کا ذکر ہے۔ وہ یہی ملزم ہیں۔ اس سوال کے پیش کرنے کی چونکہ اجازت نہ دی گئی۔ اس لئے درخواست کے ذریعہ شامل مسل کرایا گیا)

"الفضل" ۴ جولائی ۱۹۳۵ء میں ملزم ظہور احمد کی تقریر ہے۔ اس سوال کی بھی اجازت نہ دی۔ اس لئے یہ بھی درخواست کے ذریعہ شامل مسل کرایا گیا۔

مجاہد یکم فروری ۱۹۳۶ء۔ میں نے اخبار مجاہد ۲/۱۱۴ کو دیکھا ہے جس میں رتی چھلہ کے واقعہ کا ذکر ہے۔ الفضل ۱۲ فروری ۱۹۳۶ء میں رحمت اللہ شاکر ملزم کی تقریر پولیس کے خلاف درج ہے۔

بجواب جرح - ان رپورٹوں کے اصل مسودے موجود نہیں ہیں۔ جن جلسوں کی رپورٹوں کے فائل میں نے پیش کئے ہیں ان میں سے میں صرف ایک میں شامل ہوا تھا

بیان گواہ غلام حیدر نمبردار تلونڈی جھنگلاں

تلونڈی نہر سے دو میل کے فاصلہ پر ہے میں گیانی محمد الدین کو جانتا ہوں۔ قریباً چار ماہ ہوئے یہ ہمارے گاؤں میں گیا تھا۔ مجھے طلوع آفتاب کے وقت ملا۔ وہ قادیان جانے کو تیار تھا۔ اور کہتا تھا کہ میں رات کو آیا ہوں۔

بیان گواہ نور احمد نمبردار تلونڈی

قریباً چار ماہ ہوئے گیانی محمد الدین ہمارے گاؤں میں آیا تھا۔ اور وعظ کیا تھا۔ یہ مجھے معلوم نہیں واپس کب آیا۔

بجواب جرح - میں بھی احمدی ہوں اور غلام حیدر بھی احمدی ہے۔

بیان گواہ عبدالرحیم ساکن تلونڈی

چار ساڑھے چار ماہ ہوئے گیانی محمد الدین نے میری اجازت سے تلونڈی میں تقریر کی تھی۔ کیونکہ میں وہاں کی جماعت کا پریذیڈنٹ ہوں۔ اور رات وہیں رہے۔ یہ میں نہیں جانتا واپس کس وقت آئے۔

بجواب جرح میرے پاس نہیں سوئے تھے۔

بجواب مکرر جرح - جہاں وہ سویا مجھے اس کا علم ہے۔

اس کے بعد کارروائی ختم ہوئی۔ مزید سماعت کے لئے چھ سات بارہ تیرہ اور چودہ نومبر کی تاریخیں مقرر ہوئیں۔ جبکہ سماعت بمقام بٹالہ ہوگی۔

آج حسب ذیل درخواستیں دی گئیں

پہلی درخواست

جناب عالی!

آنجناب نے عبدالحق گواہ استغاثہ کو زیر دفعہ ۲۵۷ ضابطہ فوجداری طلب نہیں فرمایا۔ اور جو حکم صادر فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنجناب کے سامنے واقعات کا جائزہ لیتے ہوئے بعض امور صحیح طور پر نہیں آئے۔ اس لئے مظہران ادب سے دوبارہ درخواست کرتے ہیں۔ کہ گواہ مذکور کو طلب فرمایا جائے۔

مظہران کی طرف سے مکرر جرح کے دن کوئی وکیل پیش نہیں ہوا۔ اور نہ ہی شیخ ارشد علی صاحب وکیل نے مظہران کی طرف سے کوئی جرح کی۔ بلکہ جیسا کہ آنجناب کو علم ہے۔ باوصف درخواست مصدقہ نقول میسر نہ آنے کی وجہ سے مظہران کے وکیل نے درخواست کی تھی۔ کہ ایک دن کی مزید مہلت دی جائے۔ کہ وہ جرح کر سکیں۔ اور انہوں نے یہ ظاہر بھی کیا تھا۔ کہ چونکہ عام حالات میں مزید جرح کی اجازت نہ مل سکیگی۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ نقول حاصل کر کے جرح کی جائے۔ لیکن آنجناب نے ایسا منظور نہ فرمایا۔ اور مظہران کی طرف سے قطعی جرح نہ ہو سکی۔ اغراض انصاف اس امر کی متقاضی ہیں۔ کہ گواہ مذکور کو طلب فرما کر مظہران کو موقعہ دیا جائے کہ وہ جرح کر سکیں۔

لالہ وزیر چند صاحب گواہ استغاثہ

کی طلبی کے متعلق منظہران کی طرف سے یہ ظاہر کیا گیا تھا۔ کہ ان حالات کا عدالت آنجناب کو علم ہے جن کے ماتحت وکیل منظہران نے مختصر اور جلدی میں جرح کی۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس اختصار کی وجہ سے تمام واقعات آنجناب کے سامنے نہیں آ گئے اور اسی وجہ سے آنجناب نے انہیں طلب نہیں کیا۔ اور یہ ضروری ہے کہ ان تمام واقعات کے اعادہ کے بعد دوبارہ درخواست کی جائے کہ انہیں زیر دفعہ ۲۵۷ ضابطہ فوجداری طلب فرمایا جائے

بعض واقعات اس درخواست میں درج تھے۔ جو آنجناب کی خدمت میں شاہ پور کنڈی پیش کئے گئے۔ اور جس کے متعلق چونکہ آنجناب نے یہ ظاہر کیا کہ منظہران انتقال مقدمہ چاہتے ہیں۔ اور یہ کہ اگر اس وقت مرزا عبد الحق صاحب وکیل جرح گھنٹہ ڈیڑھ کر لیں۔ تو بٹالہ تاریخ مقدمہ ڈالنے کا معاملہ زیر غور آ سکتا ہے اور ان سطور یہی مفہوم تھا کہ بٹالہ تاریخ مقدمہ مقرر کر دی جائے گی۔ اس لئے وہ درخواست منظہران نے واپس لے لی اور مرزا عبد الحق صاحب وکیل نے جرح شروع کر دی۔ وہی درخواست اب آنجناب کی خدمت میں اس درخواست کے ضمیمہ کے طور پر پیش کی جاتی ہے۔

مابعد کے واقعات جیسا کہ آنجناب کو علم ہے یہ ہیں کہ چھ بجے کے قریب مرزا عبد الحق صاحب وکیل نے جرح جاری رکھی تو آنجناب نے بٹالہ تاریخ مقرر کرنے سے انکار کر دیا۔ اور وکیل منظہران کی اس درخواست کے باوجود کہ شاہ پور کنڈی میں نہ کوئی رہائش کی جگہ ہے اور ملزمان کے لئے جو پڑھے لکھے اور اپنے طبقہ میں معزز سمجھے جاتے ہیں سخت تکلیف دہ ہے اور وکیل منظہران کو ہائی کورٹ میں پیش ہونا ہے عدالت آنجناب نے تاریخ آئندہ منگل کے دن پر رکھ دی لیکن اس سمجھوتہ کے ساتھ کہ اگر وکیل منظہران اپنے آپ کو سوموار کے دن ہائی کورٹ سے فارغ رکھنے میں کامیاب ہو چکا ہے تو سوموار کے دن ہی پیش ہو جائیں۔ چنانچہ سوموار کو فارغ ہونے کی وجہ سے وکیل منظہران سوموار کی صبح کو شاہ پور کنڈی پہونچ گئے۔ مرزا عبد الحق صاحب نے تین بجے کے قریب جرح ختم کی۔ اور اگلے دن چونکہ وکیل منظہران نے ہائیکورٹ میں پیش ہونا تھا۔ اور عدالت آنجناب اس سے قبل پیہم درخواستوں کو رد کر چکی ہے۔ اس لئے وکیل منظہران کے لئے اور کوئی چارہ کار نہ تھا۔ کہ جلدی میں چند سوال پوچھ کر جرح ختم کر دے۔ اور اس طرح بہت سے اہم سوال پوچھنے رہ گئے۔

ان حالات میں منظہران نہایت ادب سے عارض ہیں۔ کہ گواہ مذکور کو زیر دفعہ ۲۵۷ ضابطہ فوجداری طلب فرمایا جائے اور اگر عدالت آنجناب مناسب خیال فرمائے تو وقت کا تعین کر دیا جائے۔ جس میں منظہران ان سے ضروری سوال پوچھ لیں تا کہ مقدمہ کی طوالت کا بھی اندیشہ نہ رہے۔ اور اغراض انصاف بھی پوری ہو جائیں۔ ۲۱؍۹؍۳۶

عرضی۔ عبد الرحمن۔ ظہور احمد۔ رحمت اللہ شاکر حاکم علی۔ فخر الدین ملتانی۔ عبد الرحمن۔ محمد تقی

دوسری درخواست

جناب عالی! آنجناب کی عدالت میں منظہران کی جانب سے بدیں مضمون ایک درخواست دی گئی تھی۔ کہ اس سے قبل جبکہ شہادت من جانب استغاثہ پیش ہونے والی تھی۔ منظہران نے ایک درخواست دی تھی۔ کہ عبد الحق گواہ استغاثہ کا ایکسرے کرایا جائے۔ اور اس غرض کے لئے اسے حکم دیا جائے۔ کہ وہ دھاریوال میں حاضر ہو۔ لیکن آنجناب نے غالباً اس بناء پر کہ صفائی کو اس وقت ایسا حکم حاصل کرنے کا حق حاصل نہیں۔ منظہران کی درخواست کو مسترد کر دیا۔ اب چونکہ منظہران اپنی صفائی پیش کرنے کے مرحلہ پر ہیں۔ اور قانوناً انہیں ایسی درخواست کرنے کا حق پہونچتا ہے۔ اس لئے یہ درخواست کی جاتی ہے۔

منظہران کی اس درخواست پر عدالت آنجناب کے حکم کی مصدقہ نقل جب ہمیں حاصل ہوئی۔ تو منظہران کو سخت تعجب ہوا۔ کیونکہ آنجناب کے اس حکم میں یہ تصریح کی گئی ہے۔ کہ آنجناب نے ہماری درخواست ماقبل کو قبول کرتے ہوئے ایکسرے کرانے کی اجازت دی تھی۔ چونکہ عدالت آنجناب کا طریق دوران مقدمہ میں یہی رہا ہے۔ کہ جب کبھی احکام درمیانی کو وکلا منظہران نے دیکھنا چاہا ہے۔ تو عدالت آنجناب کی طرف سے یہی حکم دیا جاتا رہا ہے۔ کہ مصدقہ نقول حاصل کر لی جائیں۔ یا حسب ضابطہ معائنہ مسل کیا جائے۔ اور منظہران کو احکام پڑھ کر سنائے نہیں جاتے رہے۔ اس لئے منظہران نے اپنی پہلی درخواست کے نتیجہ کا علم معائنہ مسل کے بعد حاصل نہیں کیا بلکہ وہ اس طرح سے حاصل ہوا۔ کہ مرزا عبد الحق صاحب وکیل نے آنجناب سے دریافت کیا۔ تو آنجناب نے ارشاد فرمایا کہ درخواست نامنظور کی گئی ہے۔ اور شامل مسل کی جا چکی ہے۔ اور اس معاملہ کو اسی پر ختم سمجھا گیا۔

اب چونکہ جناب کے موجودہ حکم سے پایا جاتا ہے۔ کہ آنجناب نے درخواست رد نہیں کی تھی۔ بلکہ منظور فرمایا تھا منظہران خیال کرتے ہیں۔ کہ کسی غلط فہمی کی بناء پر جناب نے یہ ارشاد فرمایا ہو گا۔ کہ درخواست رد کر دی گئی ہے۔ ایکسرے کی متعلقہ درخواستہا کے قرائن کی طرف سے اگر آنجناب توجہ فرمائیں گے تو یہ بات ظاہر ہو جائے گی۔ کہ منظہران کی زبردست خواہش تھی۔ کہ ایکسرے کرایا جائے۔ منظہران کی طرف سے پہلی درخواست ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب گورداسپور کی خدمت میں دی گئی۔ جو انہوں نے نامنظور کی۔ منظہران کی طرف سے دوبارہ درخواست پیش ہوئی اور اس میں منظہران نے تمام اخراجات متعلقہ خود برداشت کرنے کی آمادگی ظاہر کی۔ تو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب نے برائے کارروائی مناسب درخواست مذکور آنجناب کو بھیج دی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب کی خدمت میں درخواست دینے میں بھی منظہران نے خرچ کثیر صرف کیا۔ اور اس غرض کے لئے اپنے وکیل کی خدمات برائے ڈیوٹی دو مرتبہ حاصل کیں۔

ان حالات میں منظہران ادب سے عارض ہیں۔ کہ عدالت آنجناب اس مرحلہ پر ہی ایکسرے کرانے کے حکم پر غور فرمائے ایکسرے سے Callas formation کا علم ہو سکتا ہے۔ واقعات مندرجہ درخواست کے متعلق اگر عدالت آنجناب حکم دے۔ تو وکیل صفائی کی طرف سے صفی بیان پیش کیا جا سکتا ہے۔ ۲۱؍۹؍۳۶

عرضی۔ ظہور احمد۔ عبد الرحمن

تیسری درخواست

جناب عالی! کل گواہ صفائی شیخ محمود احمد صاحب عرفانی سے جب بعض رپورٹ ہا مندرجہ الفضل جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

اخبار الفضل ۴- اپریل ۱۹۳۵ء۔ پرچہ اخبار الفضل ۱۴- جولائی ۱۹۳۵ء و الفضل ۱۱- اپریل ۱۹۳۵ء و الفضل ۱۰- اپریل ۱۹۳۵ء - الفضل ۱۰- جون ۱۹۳۶ء- اخبار فاروق ۱۴- اپریل ۱۹۳۵ء۔

کے متعلق یہ سوال کیا گیا۔ کہ وہ پڑھ کر رپورٹ ہائے مندرجہ الفضل کی صحت یا عدم صحت کے متعلق بیان دیں۔ تو عدالت آنجناب نے ایسا نہ کرنے دیا۔ غالباً اس بناء پر کہ وہ قانوناً ایسا نہیں کر سکتے:۔

اس بارہ میں منظہران کی درخواست یہ ہے۔ کہ حافظہ کو Refoesh کرنے کا سوال نہ تھا۔ بلکہ سوال صرف اس حد تک درپیش تھا۔ کہ رپورٹ ہائے معلوم ہوتا تھا۔ کہ گواہ اس جلسہ میں شریک تھا جس کی رپورٹ الفضل میں شائع ہوئی تھی۔ اور صفائی صرف گواہ مذکور سے یہ سوال کرنا چاہتی تھی۔ کہ ان کے علم کے مطابق وہ درست ہے یا نادرست محض رپورٹ کا پیش ہونا کافی ثبوت تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اور صفائی کو ایسی رپورٹوں کی صحت ثابت کرنے سے قانوناً نہیں روکا جا سکتا ہے:۔

اس لئے نہایت ادب سے درخواست ہے۔ کہ گواہ مذکور کو دوبارہ طلب فرما کر سوالات متعلقہ رپورٹ ہا مندرجہ الفضل پوچھنے کی اجازت عطا فرمائی جائے:۔

عرضی عبد الرحمن۔ ظہور احمد۔

چوتھی درخواست

جناب عالی! کل عدالت آنجناب نے کورٹ سب انسپکٹر صاحب کو عمومی حیثیت سے نیشنل لیگ کور کی مساعی کے متعلق شیخ محمود احمد صاحب عرفانی گواہ صفائی سے جرح میں سوالات پوچھنے کی اجازت دی۔ چنانچہ انہوں نے عمومی حیثیت سے سوالات پوچھے۔ جو مسل میں موجود ہیں

عدالت آنجناب کی اس قرارداد کے بعد کہ وہ ایسے سوالات پوچھ سکتے ہیں جس عادت ہیں کہ نیشنل لیگ کور ز زیر الزام نہیں اور نہ ہی ان پر یہ مقدمہ کھڑا کیا گیا ہے مظہران یہ خیال کرتے ہیں کہ عدالت آنجناب کا غالب خیال یہی تھا کہ ان کی عمومی ساعی ہے۔ عدالت آنجناب یہ نتیجہ اخذ کرنے میں حق بجانب ہوگی کہ کور کے کسی ایک فرد کی طرف منسوب شدہ افعال کا اس سے صادر ہونا اغلب ہو سکتا ہے۔

ان حالات کے پیدا ہونے کے بعد مظہران یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ یہ درخواست دینے میں یقیناً حق بجانب ہونگے کہ عدالت آنجناب طلبی گواہان کے سوال پر دوبارہ غور فرمائے۔ اور تمام وہ شہادت جو پولیس کے افعال، ہماری شکایات، اور احرار کی معندانہ کارروائیوں سے تعلق رکھتی ہے اس کی طلبی کا حکم صادر فرمایا جائے مظہران کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ جو امر استغاثہ کے لئے وجہ جواز ہو وہ صفائی کے لئے بھی قرار دیا جائے۔ اور یہی ایک صورت ہے جس سے مظہران یہ یقین کر سکتے ہیں کہ کسی فریق کے ساتھ امتیازی سلوک روا نہ رکھا جائے گا۔

مظہران نہایت ادب سے یہ درخواست بھی کرتے ہیں۔ کہ جو حکم بھی عدالت آنجناب فرمائے۔ وہ ہمیں امر واقعہ میں سنا دیا جائے۔ کیونکہ مصدقہ نقول احکام آنجناب پر اگرچہ Announced لکھا ہے۔ لیکن مظہران کو وہ احکام نہیں سنائے گئے۔ اور نہ ہی یہ بتایا گیا ہے۔ کہ آنجناب کس دن احکام سنائیں گے۔

عرضی:- عبدالرحمٰن - ظہور احمد

بمبئی ۲۰ اکتوبر۔ تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ پانچ دن کے شدید فرقہ وارانہ فسادات کے بعد آج بمبئی میں امن قائم ہو گیا ہے اس وقت تک ۵۸ آدمی ہلاک اور ۵۰۰ کے قریب مجروح ہوئے ہیں۔ بھما مندپ کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ مسجد پائیکلا کو مسلمانوں کے لئے کھول دیا گیا ہے۔ ارباب اختیار نے فیصلہ کیا ہے کہ فوج کی گشت کو تھوڑے اور عرصہ کے لئے مجاز قرار دیا جائے گا فساد زدہ علاقہ میں دکانیں کھل رہی ہیں۔ فساد زدہ علاقہ میں وائرلیس کی کاریں گشت کر رہی ہیں۔ پولیس اس وقت دونوں قوموں کے لوگوں کی گرفتاریوں میں مصروف ہے۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لاہور ۲۰ اکتوبر۔ آج پنجاب لیجسلیٹو کونسل کا اجلاس کونسل چیمبر میں منعقد ہوا۔ سردار آبناشا سنگھ سکرٹری پنجاب لیجسلیٹو کونسل نے ہاؤس کو ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ پیغام میں گورنر نے ہاؤس کو مطلع کیا کہ چونکہ سردار بوٹا سنگھ ڈپٹی پریذیڈنٹ پنجاب کونسل کی صدارت کے لئے دو امیدواروں میں سے ایک ہیں۔ اس لئے وہ پنجاب کونسل کے آج کے اجلاس کی صدارت نہیں کر سکتے۔ اس لئے صدر کے انتخاب تک مسٹر جے ڈی اینڈرسن لیگل ریممبرنسر پنجاب گورنمنٹ اجلاس کی صدارت کے فرائض سرانجام دینگے اس کے بعد مسٹر اینڈرسن نے صدارت کے فرائض سرانجام دیئے صدارت کے دو امیدواروں سردار بوٹا سنگھ اور راؤ بہادر چوہدری چھوٹو رام کے نام پیش ہوئے۔ صاحب صدر کی ہدایت کے مطابق بیلٹ سسٹم کے ذریعہ ووٹنگ ہوا چوہدری صاحب کو ۵۶ اور سردار صاحب کو ۲۸ ووٹ ملے۔ صدر کے اعلان پر راجہ نریندر ناتھ کی رہنمائی میں ہندو پارٹی کے ممبر اور سکھ پارٹی کے ممبر اجلاس چھوڑ کر چلے گئے۔ انتخاب کے نتیجہ کے بعد عارضی صدر نے چوہدری چھوٹو رام کو کرسی صدارت پیش کی۔ چوہدری صاحب کے کرسی صدارت پر بیٹھنے کے بعد ممبر خزانہ مسٹر بائڈ نے تقریر کرتے ہوئے صدر کو مبارکباد دی۔ چوہدری چھوٹو رام نے تقریر کرتے ہوئے کہا میں ہاؤس کی ایک زبردست پارٹی کا لیڈر تھا لیکن صدر منتخب ہونے کے بعد میں واضح کرتا ہوں۔ کہ میں پارٹی بازی سے بالا تر رہونگا اور میں کرسی صدارت کی شان کو برقرار رکھونگا۔

لنڈن ۲۰ اکتوبر۔ آج سکاٹش لبرل کانفرنس میں ڈیوک مانٹروسا نے کہا کہ سکاٹ لینڈ کو ہوم رول ملنا چاہیئے سکاٹ لینڈ سال بسال مفلس ہوتا جا رہا ہے۔ برطانی پارلیمنٹ جو دوسرے معاملات کی طرف زیادہ متوجہ ہے۔ سکاٹ لینڈ کی طرف اعتنا نہیں کرتی۔

امرتسر ۲۰ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ امرتسر میں ایک سنٹرل جیل قائم کیا جانے والا ہے۔ موجودہ جیل میں صرف ۳۰۰ محبوسین کی گنجائش ہے مگر کچھ عرصہ سے جیل میں ۵۰۰ محبوسین رکھے جاتے ہیں۔

ریگا ۲۰ اکتوبر۔ تازہ احکام کی رو سے ماسکو میں اعلیٰ حکام کی متعدد تبدیلیاں اور برطرفیاں عمل میں آئی ہیں۔ سوویٹ روس کے سرکاری وکیل نے اعلان کیا ہے کہ سٹالن کے خلاف سازش کرنے والے افسروں کو آہستہ آہستہ اپنے عہدوں سے برطرف کیا جا رہا ہے۔

پیرس ۲۰ اکتوبر۔ باغیوں کے ایک اعلان سے معلوم ہوتا ہے کہ اویڈو میں محصورین کی کمک پہنچ گئی ہے۔ باغیوں کے ریڈیو سٹیشنوں سے محصورین اویڈو کو مدد پہنچنے پر اظہار مسرت کیا جا رہا ہے نیز اعلان کیا گیا ہے۔ کہ محاذ اویڈو پر سرکاری فوج کے ۵ ہزار سپاہی کام آئے

نئی دہلی ۲۰ اکتوبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وائسرائے کے گھرانے سے ۱۴۰۰ روپیہ کے کرنسی نوٹ چوری ہو گئے ہیں۔ مس بلفرٹ ہاؤس کیپر نے پولیس میں رپورٹ درج کرائی ہے کہ میرے ہینڈ بیگ میں تین لفافے تھے ایک لفافے میں ۳۶۵ روپیہ کے نوٹ دوسرے میں ۲۰۰ روپیہ کے نوٹ اور تیسرے میں ۱۴۰۰ روپیہ کے نوٹ تھے۔ اپنے بیگ کو ڈرائنگ روم میں رکھ کر میں کھانا کھانے گئی تھی۔ جب واپس آ کر دیکھا تو ۱۴۰۰ روپیہ والا لفافہ غائب تھا۔ پولیس نے تحقیقات شروع کر دی ہے

لاہور ۲۰ اکتوبر۔ فنانس ممبر پنجاب گورنمنٹ نے مسجد شاہ چراغ کے جنوب مشرقی قطعہ زمین کو مسجد مذکور کی ملکیت تسلیم کرتے ہوئے اسے انجمن اسلامیہ پنجاب کے سپرد کر دینے کا فیصلہ کر دیا ہے۔

لاہور ۲۰ اکتوبر۔ آج پنجاب کونسل میں صدر کے انتخاب کے بعد میاں سر فضل حسین صاحب کے انتقال پر اظہار حزن و ملال کا ریزولیوشن پیش ہوا۔ مسٹر بائڈ۔ سر سکندر حیات سردار جوگندر سنگھ۔ ڈاکٹر گوکل چند نارنگ چوہدری سر شہاب الدین۔ اور خان بہادر میاں مشتاق احمد نے تقریریں کیں۔ جن میں میاں صاحب موصوف کی خدمات ملکی و ملی کا نہایت شاندار الفاظ میں اعتراف کیا گیا خان صاحب چوہدری ریاست علی اور چند دیگر ممبروں کے بعد صاحب صدر چوہدری چھوٹو رام صاحب نے بھی آپ کو خراج تحسین ادا کیا۔ اور حاضرین نے کھڑے ہو کر ریزولیوشن پاس کیا۔

لاہور ۲۰ اکتوبر۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کی مشاورتی کمیٹی کا ایک اجلاس ۱۵ اکتوبر کو ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ کراچی کے دفتر میں منعقد ہوا تھا۔ جس میں ایجنٹ صاحب نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور نے صدارت کے فرائض سرانجام دیئے تھے۔ صدر نے اعلان کیا۔ کہ نارتھ ویسٹرن ریلوے نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ بعض منتخبہ ٹرینوں کے انٹر کلاس اور تھرڈ کلاس کے ڈبوں میں نشستیں ریزرو کی جائیں۔

راولپنڈی ۲۰ اکتوبر۔ مسلمانان راولپنڈی نے حکومت سے درخواست کی ہے کہ گورونانک صاحب کے یوم ولادت پر چونکہ سکھوں کا جلوس باجے کے ساتھ گذریگا اس لئے اسے مسجد کے سامنے سے گذرنے نہ دیا جائے یا سکھوں سے وعدہ لیا جائے کہ وہ مسجد کے سامنے سے گذرتے ہوئے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کا پورا احترام کرتے ہوئے مسجد سے پچاس گز کے فاصلہ پر باجا بند کر دیں گے معلوم ہوا ہے کہ سکھ جلوس کا راستہ نہ بدلنے اور باجا بجانے پر اصرار کر رہے ہیں ڈپٹی کمشنر نے ایک مصالحتی کمیٹی قائم کی ہے جو اس مسئلہ کے تصفیہ کے لئے کوشش کرے گی۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور دفتر رسالہ قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی

ذکر حبیبؑ

یعنی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک کی باتیں

۸۔ عیبش گفتی ہنرش نیز بگو

۱۸۹۸ء کا واقعہ ہے۔ یا اس کے قریب کا جبکہ قادیان میں مدرسہ تعلیم الاسلام جاری کیا گیا۔ ہنوز مدرسہ پرائمری تک تھا۔ جس کے ہیڈ ماسٹر شیخ یعقوب علی صاحب تراب تھے۔ جو اب عرفانی صاحب کے نام سے مشہور ہیں۔ شیخ صاحب موصوف اپنے اخبار الحکم کا کام بھی کیا کرتے تھے۔ اور ساتھ ہی مدرسہ میں پڑھاتے بھی تھے۔ حکیم فضل الدین صاحب رضی اللہ عنہ مدرسہ کے انسپکٹر تھے۔ اور مدرسہ کے انتظام کے لئے ایک مختصر سی کمیٹی تھی۔ جس کے سیکرٹری حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ تھے۔ شیخ یعقوب علی صاحب کی کسی کوتاہی پر ان کی شکایت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں کی گئی۔ اتفاق سے اس مجلس میں میں بھی موجود تھا۔ آپ نے سنا اور فرمایا۔ ان سے یہ غلطی ہوئی۔ مگر ان میں کچھ خوبیاں بھی ہیں۔ عیبش گفتی ہنرش نیز بگو۔ یہ کہکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیخ عرفانی صاحب کی کسی خوبی کا ذکر فرمایا۔ نقص اور خوبی ہر دو شیخ صاحب کے کام متعلق کارکردگی مدرسہ تھے۔

(مفتی محمد صادق۔ ۲۱ر اکتوبر ۳۶ء)

ایک تجربہ کار کارکن کی ضرورت

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ایک اہم ادارہ میں ایک تجربہ کار صاحب کی ضرورت ہے۔ جو دفتری انتظام سے اچھی طرح واقف ہوں۔ تعلیمی قابلیت خاصی ہو۔ اور انگریزی میں بے تکلف گفتگو اور ڈرافٹ کر سکتے ہوں صحت اچھی ہو۔ عمر ۴۰ اور ۵۰ سال کے درمیان ہو۔ معاوضہ معقول دیا جائے گا۔ گورنمنٹ سروس سے ریٹائر شدہ یا مستقبل قریب میں ریٹائر ہونے والے اصحاب بھی درخواست کر سکتے ہیں۔

درخواستیں مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کی مصدقہ ہوں۔ (ناظر اعلیٰ۔ قادیان)

مقدمہ ریتی چھلہ کی تاریخ پیشی

اس مقدمہ کی تاریخ پیشی ۱۹ر اکتوبر مقرر تھی۔ مختار صاحب صدر انجمن عدالت میں حاضر ہوئے مسل مقدمہ ہائیکورٹ سے واپس آچکی تھی۔ آئندہ تاریخ عدالت نے ۱۱ر نومبر ۳۶ء شہادت کے لئے مقرر کی۔ اور اپنے دفتر کو گواہوں کے نام سمن جاری کرنے کی ہدایت دی۔ (ناظم جائیداد)

درخواست ہائے دعا (۱) خانصاحب محمد عبدالستار صاحب شاہ آبادی کی خوشدامن صاحبہ کی طبیعت کچھ عرصہ سے سخت علیل ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار محمد سراج علی شاہ آباد۔ (۲) میری دو لڑکیوں کا امتحان ہونیوالا ہے جو میڈیکل سکول آگرہ میں تعلیم پاتی ہیں۔ انکی کامیابی اور صحت کیلئے دعا کی جائے۔ (ماسٹر) عبدالرحمن۔ قادیان

مبلغینِ امریکہ کی بورڈرانِ تحریک جدید کی طرف سے دعوتِ چائے

مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی اہم تقریر

قادیان ۲۱ر اکتوبر۔ آج نو بجے صبح بورڈنگ تحریک جدید میں جناب صوفی مطیع الرحمن صاحب ایم اے مبلغ امریکہ اور مولوی محمد ابراہیم صاحب ناصر بی۔ اے مجاہد تحریک جدید کے اعزاز میں بورڈران تحریک جدید کی طرف سے دعوت چائے دی گئی۔ جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی شمولیت فرمائی۔ تلاوت قرآن مجید و نظم کے بعد ملک سعید احمد صاحب بی۔ اے سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ تحریک جدید نے ایڈریس پڑھا جس کے جواب میں ہر دو مجاہدین نے شکریہ ادا کرتے ہوئے تقریریں کیں۔ آخر میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک مبسوط تقریر فرمائی جس میں مغرب میں تبلیغ اسلام کے متعلق مبلغین کو اہم ہدایات دیں۔ نیز بورڈران تحریک جدید اور ان کے نگرانوں پر تحریک جدید کی اہمیت واضح فرمائی۔ حضور کی یہ تقریر نیز مبلغین کی تقریریں پھر شائع کی جائیں گی۔

مبلغین کی روانگی

آج ساڑھے تین بجے کی ٹرین سے ہر دو مجاہد اعلائے کلمہ اسلام کے لئے عازم امریکہ ہوئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت چونکہ ناساز تھی۔ اس لئے حضور نے جناب صوفی صاحب کو مسجد مبارک میں اور مولوی محمد ابراہیم صاحب ناصر کو اپنے مکان پر شرف ملاقات بخشا۔ اور دعا فرمائی۔ ساڑھے تین بجے سٹیشن پر مقامی جماعت کا ایک جم غفیر جس میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب۔ حضرت میر محمد اسحاق صاحب جناب چوہدری فتح محمد صاحب۔ خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب اور حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب وغیرہ بزرگان تھے۔ مجاہدین کو الوداع کہنے کیلئے جمع ہو گیا۔ نیشنل لیگ کور کے والنٹیرز بھی باوردی موجود تھے۔ مجاہدین کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے۔ پھر انہوں نے تمام اصحاب سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے تمام حاضرین سمیت لمبی دعا فرمائی۔ اور گاڑی اللہ اکبر اور مجاہدین زندہ باد کے نعروں کے درمیان روانہ ہو گئی۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر دو مجاہدین کا حافظ و ناصر ہو۔ اور انہیں صحت و سلامتی سے اعلائے کلمۃ الاسلام کی توفیق عطا فرمائے

ایک بہت با موقعہ مکان نیلام ہوتا ہے

"بہت با موقعہ مکان قابل فروخت" کے عنوان سے جو اعلان ناظم جائداد کی طرف سے شائع ہوتا رہا ہے۔ اس مکان کی خریداری کے لئے بہت سے دوستوں نے درخواستیں ہو بھجوائی ہیں۔ اور چند دوست قادیان کے بھی خریدار ہیں۔ فرداً فرداً سب دوستوں کو جواب دینا مشکل ہے۔ اس مکان کے متعلق اب صدر انجمن نے بحوالہ ریزولیوشن ۱۶۳ ۱۲/۱۰/۳۶ اس مکان کو نیلام کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے۔ لہذا بغرض آگاہی عام اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ بہت با موقعہ مکان ۲۴ر اکتوبر ۱۹۳۶ء کی صبح کو ۸ بجے کے قریب منشی محمد الدین صاحب مختار عام صدر انجمن احمدیہ قادیان نیلام کریں گے خواہشمند اصحاب موقع پر پہنچ کر بولی دیں۔

نوٹ: یہ مکان چوہدری نصر اللہ خان صاحب مرحوم کے نام سے مشہور ہے۔ اور بورڈنگ ہائی سکول کی سڑک پر واقعہ ہے۔ قادیان سے باہر کے اصحاب بھی یا تو خود تشریف لا دیں یا قادیان کے کسی صاحب کو نمائندہ مقرر فرمائیں۔

نوٹ ۲۔ آخری بولی کے ختم ہونے پر ¼ حصہ زرنیلام فوراً وصول کر لیا جاوے گا اور بقیہ ¾ حصہ صدر انجمن کی منظوری ملنے پر وصول ہوگا۔

(ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ۔ قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۶ شعبان ۱۳۵۵ھ

بمبئی میں خوفناک ہندو مسلم فساد

ہندوؤں اور مسلمانوں سے امن پسندی کی پُرزور اپیل

ہندوستان کی بدقسمتی ہے۔ کہ یہ زمین ہمیشہ سے ہنگامہ و نزاع اور مناقشت و پیکار کی آماجگاہ بنی رہی ہے۔ اور اب بھی آئے دن جماعتی ہنگامے اور فرقہ وار فساد ملک کی فضا کو مکدر کرکے بیچارے عوام کے امن کو برباد کرتے رہتے ہیں حیف ہے۔ کہ اس ملک میں بسنے والی دو قومیں جن کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ صلح اور امن کے ساتھ رہنا نہیں سیکھیں۔ اور باہمی نزاع و پیکار اور جنگ و جدال کے تباہ کن نتائج انہیں خونین کھیل کھیلنے سے باز نہیں رکھ سکتے۔

بمبئی میں کئی روز سے قتل و خونریزی آتشزدگی اور غارتگری کا جو بازار گرم ہے۔ اس کے نتائج نہایت اندوہناک اور لرزہ خیز ہیں۔ اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ اس وقت تک ۸۰ آدمی ہلاک اور ایک ہزار کے قریب مجروح ہو چکے ہیں۔ شہر میں وحشت اور درندگی کا تسلط ہے۔ بے گناہ لوگوں کی جان و مال محفوظ نہیں۔ پُررونق بازاروں پر سکوتِ مرگ طاری ہے۔

اس اندوہناک صورت حالات کے اسباب و علل خواہ کچھ بھی ہوں لیکن بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس اندوہناک فتنہ و فساد کا بہت بڑا باعث ایک طرف تو ہندو برادرانِ وطن کی ہٹ دھرمی اور تنگ نظری اور اپنی کثرت اور مال و دولت کا گھمنڈ ہے اور دوسری طرف بعض غیر ذمہ دار مسلم اخبار نویسوں کی اشتعال انگیزی اور آتش ریزی ہے سبھا منڈپ کی تعمیر کا قضیہ جو مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان مدت سے باعث نزاع بنا ہوا تھا۔ ہندوؤں کی بے جا ضد کے باعث طول کھینچتا گیا۔ مسلمانوں کا مطالبہ تھا کہ سبھا منڈپ کی تعمیر روک دی جائے کیونکہ اس کے قریب کی مسجد میں منڈپ کے باجے وغیرہ کے شور سے نماز میں خلل واقع ہوگا۔ اگر بنظر انصاف دیکھا جائے۔ تو یہ کوئی غیر معقول مطالبہ نہ تھا۔ کیونکہ سبھا منڈپ کی تعمیر سے ایک مستقل تنازعہ اور باہمی کشمکش کی طرح ڈالی جا رہی تھی۔ اور اس کے ازالہ کا طریق یہی تھا۔ کہ مسجد کے قریب سبھا منڈپ تعمیر نہ کیا جائے۔ اس مسئلہ کو سلجھانے کے لئے باہمی افہام و تفہیم بھی ناکام رہی۔ اور ہندوؤں کی رعونت نے مفاہمت کی تمام راہیں مسدود کر دیں۔ اور سبھا منڈپ کی تعمیر شروع کر دی گئی۔ یہی امر ان فسادات کا باعث ہوا۔ جس میں ہندو اور مسلمان بے دریغ ایک دوسرے کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ رہے ہیں اس خونچکاں صورت حالات کی ذمہ داری جہاں ان عوام پر عائد ہوتی ہے۔ جو بغیر سوچے سمجھے مشتعل ہو کر آمادۂ فساد ہو جاتے ہیں۔ وہاں ذمہ وار حکام بھی اس سے سبکدوش نہیں سمجھے جا سکتے۔ معلوم ہوتا ہے۔ متعلقہ حکام نے اس موقعہ پر اپنی فرض شناسی کا کوئی عمدہ ثبوت بہم نہیں پہونچایا انہیں چاہئے تھا۔ کہ وہ لوگ جو خواہ ہندو تھے خواہ مسلمان۔ پبلک کو مشتعل کر رہے تھے۔ ان پر پابندیاں عاید کر دی جاتیں۔ اور ساتھ ہی پولیس وغیرہ کا اب انتظام کر دیا جاتا۔ کہ ہندو مسلمانوں کے تصادم کے خطرات کم ہو جاتے۔ اگر ایسا کیا جاتا۔ تو بیگناہ لوگوں کا اس قدر خون نہ بہتا۔ جس قدر اب بہایا گیا ہے۔ دکانیں غنڈوں کی حرص غارتگری کی نذر نہ ہوتیں۔ مسجدوں اور مندروں کو آگ نہ لگائی جاتی۔ اور جان و مال کا اس قدر نقصان نہ ہوتا۔ طرفین کے اخبار نویسوں نے بھی اس نزاع میں دور اندیشی اور عقلمندی سے کام نہیں لیا۔ انہوں نے اپنا تمام زور قلم آتش ریز مقالات لکھنے میں صرف کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جوش اور انتقام کی آگ جو سینوں میں سلگ رہی تھی۔ یکایک بھڑک اٹھی۔ اور اس نے آنِ واحد میں ایک پُرامن فضا کو مکدر اور خون آلود بنا کر رکھ دیا۔

اب بھی وقت ہے۔ کہ بمبئی کے ہندو اور مسلم قائد عوام کے بڑھتے ہوئے جوشوں کو دبانے کی کوشش کریں۔ ہم ہندو مسلم عوام سے بھی پُرزور اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ قتل اور غارتگری سے اپنے ہاتھ روک لیں۔ کیونکہ بدامنی اور طوائف الملوکی کی حالت جہاں ہزاروں بے گناہ بندگانِ خدا کو مبتلائے مصائب و آلام کر دے گی۔ وہاں عام ملکی مفاد کو بھی اس سے ناقابل تلافی نقصان پہونچے گا۔ اور ہندوستان کی غلامی کی زنجیریں اور زیادہ مضبوط ہوتی جائیں گی۔ وہ شخص کس قدر احمق ہے۔ جو دیدہ دانستہ اپنے ہاتھوں سے اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارتا ہے۔ پس ہمیں باہمی معاملات اور تنازعات میں تنگ دلی اور تعصب کا شکار ہونے کی بجائے فراخ دلی اور رواداری بننا چاہیئے۔ اور یہی وہ راہ ہے۔ جس پر چل کر ہندوستان کی مختلف اقوام آپس میں کامل صلح و آشتی سے رہ سکتی ہیں

رائے بہادر چودھری چھوٹو رام کی شاندار کامیابی

اتحاد پارٹی نے صدر پنجاب کونسل کے انتخاب کے موقعہ پر جس اتحاد اور یکجہتی کا ثبوت دیا ہے۔ وہ اس کے مخالفین کی آنکھیں کھول دینے والا ہے۔ ایک عرصہ سے مشہور کیا جا رہا تھا۔ کہ اتحاد پارٹی کے ارکان میں کونسل کی صدارت کے لئے سخت کشمکش ہے اور یہ تو ممکن ہی نہیں۔ کہ رائے بہادر چودھری چھوٹو رام صاحب کو صدر بننے کا موقعہ مل سکے لیکن اب اتحاد پارٹی کے تمام ممبران کونسل نے سوائے ایک کے جو بیماری کی وجہ سے حاضر ہونے سے معذور تھے۔ متفقہ طور پر رائے بہادر کے حق میں ووٹ دے کر جس اتحاد کا ثبوت دیا ہے۔ وہ مؤیدین کے نزدیک قابل تعریف اور مخالفین کے لئے یقیناً حیرت انگیز ہے۔ اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کی رواداری اور فراخدلی کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ کہ ان کے نمائندوں نے ایک غیر مسلم لیکن ہندو مسلم اتحاد کے بہت بڑے حامی اور اس کے لئے عملی جدوجہد کرنے والے کے متعلق متفقہ طور پر اپنے کامل اعتماد کا عملی طور پر اظہار کیا۔

اس موقعہ پر ہندو سبھا پارٹی نے جس تنگ دلی اور تنگ ظرفی کا مظاہرہ کیا۔ وہ نہایت ہی افسوسناک ہے۔ اس نے رائے بہادر کی اس لئے مخالفت کی۔ کہ مسلمان ممبر ان کے مؤید تھے۔ بہرحال رائے بہادر موصوف۔ کو ۴۲ کے مقابلہ میں ۵۷ آراء سے جو شاندار کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اس پر بھی ہم انہیں مبارکباد کہتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں۔ کہ وہ اس اعزاز کے حاصل ہونے پر پہلے سے بھی زیادہ اپنے صوبہ کے لئے مفید ثابت ہونگے۔

ذکر و فکر

وحی والہام

دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حسن و جمالِ یار کے آثار ہی سہی

حضرت میر محمد اسماعیل صاحب کے قلم سے

وحی کی قسمیں

وحی کے معنی وُہ اشارہ یا حکم یا کلام ہے۔ جو اللہ تعالےٰ اپنی مخلوقات کی طرف بھیجتا ہے۔ ان میں سے بعض وحی جمادات کی طرف ہوتی ہے۔ مثلاً زمین کی طرف وحی بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا۔ یا حیوانات کی طرف وحی۔ مثلاً اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ۔ یعنی شہد کی مکھی کی طرف اللہ تعالےٰ کی وحی۔ تیسرے انسانوں کی طرف وحی جو بہت اعلےٰ درجہ کی ہوتی ہے کیونکہ انسان کی قابلیتیں خود بہت اعلےٰ ہیں۔ پھر انسانوں میں سے عام انسانوں کی طرف وحی۔ یا اولیاء کی وحی۔ یا انبیائؑ کی وحی۔ پھر انبیاء میں بھی وحی کی تمیز ہے یعنی ابتدائی دُنیا کے انبیاء کی وحی یا موسیٰ کی کلام والی وحی۔ پھر سب سے بڑھ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قرآنی وحی۔

غرض ہر وحی اپنے مورد کے ظرف عقل، علم اور دائرہ عمل کے مطابق اعلےٰ اور شاندار اور خالص ہوتی ہے۔ پھر خود ایک نبی کو بھی ہمیشہ ایک ہی قسم کی وحی نہیں ہوتی۔ بلکہ مختلف قسم کی وحیاں ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر قرآنی وحی کو لے لو۔ کہ جس حفاظت سے وُہ نازل ہوتی۔ ویسی حفاظت کے ساتھ دوسری وحی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل نہیں ہوتی تھی۔ اور اگرچہ نبیوں کا کشف اور خواب بھی وحی کہلاتا ہے۔ اور مس شیطان سے پاک ہوتا ہے مگر بہر حال وحی متلو سے کم درجہ رکھتا ہے کیونکہ اس میں صرف ایک نظارہ دکھایا جاتا ہے۔ اور وُہ کلام کی طرح واضح اور دائم نہیں ہوتا۔

پس اصل حقیقت یہی ہے۔ کہ وحی کے اتنے مدارج ہیں۔ کہ ان کا حصر ہو ہی نہیں سکتا۔ اور نہ صرف وہ صاحب وحی کے درجہ اور عزت کی وجہ سے مختلف درجہ اور عزت کا کلام ہوتا ہے۔ بلکہ خود ایک ہی نبی کے پاس کسی وقت بہت اعلےٰ وحی آتی ہے۔ کسی وقت اس سے ادنےٰ اور کسی وقت کشف کی صورت میں اور کسی وقت سب سے کم درجہ کی یعنی رویا۔ اور وحی خفی کے رنگ میں۔ اور یہ خیال کر لینا۔ کہ وحیاں سب ایک ہی قسم اور ایک ہی عظمت کی ہیں۔ خواہ وُہ نبی پر ہوں۔ یا غیر نبی پر۔ اور ہر نبی کی ہر وحی ایک ہی درجہ رکھتی ہے۔ غلط خیال ہے۔ کیونکہ خواہ بلحاظ خدا کے وُہ یکساں بھی ہوں مگر بلحاظ مخلوق کے وُہ مختلف ہوتی ہیں۔ اور اس کی موٹی مثال یوں سمجھ لو کہ ایک بادشاہ اپنے وزیر سے۔ اپنی بیوی بچوں سے۔ اپنے نوکروں سے۔ اپنے غلاموں سے۔ اپنے پرائیویٹ دوستوں سے۔ اپنی رعایا سے۔ اپنے قیدیوں سے۔ اور اپنے دشمنوں سے وقتاً فوقتاً بات کرتا ہے۔ یہ سب باتیں تو واقعی اسی کی طرف سے ہوتی ہیں مگر جس سے بات کرتا ہے۔ اس کی حیثیت اور حالت کی وجہ سے اس میں بڑا فرق ہو جاتا ہے۔ کہیں پیار و محبت سے لولاک لما خلقت الافلاک کہتا ہے۔ کہیں اپنے کارندوں کو حکم کرتا ہے۔ کہ فلاں ملک پر حملہ کر دو۔ کہیں دوستوں کو مبشرات والا الہام کرتا ہے۔ کہیں رعایا کو کہتا ہے کہ "ڈر مت مومنو" کہیں۔ ان کے مخالفوں کو کہتا ہے۔ کہ لیمزقنھم اور کبھی اپنے سب سے بڑے باغی کو یہ بھی کہہ دیتا ہے۔ کہ ان علیک لعنتی الیٰ یوم الدین۔

انسان پر نازل ہونے والی وحی کی تین قسمیں

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے ایک جگہ اس وحی کا ذکر کیا ہے۔ جو انسانوں پر نازل ہوتی ہے۔ اور اس کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ
اور نہیں مجال کسی انسان کی کہ
يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا
کلام کرے اللہ اس سے مگر بذریعہ وحی
اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ
یا پردہ کے پیچھے سے
اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ
یا بھیجے ایلچی تو وُہ وحی کرتا ہے۔
بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ۚ اِنَّهٗ عَلِيٌّ
خدا کے حکم سے جو کچھ چاہے۔ یقیناً وہ بزرگ
حَكِيْمٌ۔
اور حکمت والا ہے۔

یعنی خدا تعالےٰ کی وحی جب کسی انسان پر نازل ہوتی ہے۔ تو تین طرح سے ہوتی ہے۔

(۱) ایک براہ راست انسانی حواس پر بغیر کسی فرشتہ کی ظاہری موجودگی کے

(۲) دوسرے پردہ میں لپیٹ کر بھیجی جاتی ہے۔ اور جب پردہ کھلتا ہے۔ تو اندر سے منشائے الٰہی واضح ہو جاتا ہے۔

(۳) تیسرے رسول یعنی فرشتہ اسے لے کر آتا ہے۔ اور لا کر اس انسان کے حوالے کر دیتا ہے۔

وحی براہ راست انسانی حواس پر

اس میں بنا بنایا کلام خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے۔ مگر براہ راست انسانی حواس پر نازل کیا جاتا ہے۔ مثلاً کان میں آواز آ جاتی ہے۔ یا بندہ کی اپنی زبان پر ایسا جاری ہو جاتا ہے۔ جو بندہ محسوس کرتا ہے کہ یہ میرا اپنا کلام نہیں ہے۔ اور میرے ارادہ سے نہیں نکل رہا۔ بلکہ اس وقت میری زبان کو کوئی بیرونی طاقت چلا رہی ہے۔ یا لکھا ہوا کلام آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ اور بندہ اسے پڑھ لیتا ہے۔ پس بنا بنایا کلام خدا تعالےٰ کی طرف سے صرف ان تین حواس یعنی آنکھ۔ کان۔ زبان پر نازل ہو سکتا ہے۔ باقی حواس پر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ناک الفاظ کو نہیں پکڑ سکتی۔ وُہ صرف خوشبو بدبو سونگھ سکتی ہے۔ اس لئے وُہ وحی خفی کی مورد ہو سکتی ہے۔ مگر وحی جلی کی نہیں۔ اسی طرح ذائقہ پر وحی خفی نازل ہو سکتی ہے۔ مگر وحی جلی نہیں۔

اس ضمن میں یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ آنکھ کی لفظی وحی صرف اس نبی پر نازل ہو سکتی ہے۔ جو پڑھا لکھا ہو۔ اور امی نہ ہو۔ لہٰذا ایسی وحی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت نہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے۔ چنانچہ مسجد کی دیوار پر "لا رادّ لفضلہٖ" کی وحی اس کی مثال ہے۔

مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ یا پس پردہ وحی

اس وحی کی بھی کئی قسمیں ہیں۔

اوّل رویائے صالحہ یعنی سچی خواب۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے دکھائی جاتی ہے اور وُہ اکثر تعبیر طلب ہوتی ہے۔ یعنی روپیہ دیکھا ہے۔ تو اس سے مراد بیٹا اور اٹھنی سے مُراد بیٹی۔ یا ایڈورڈ کے روپیہ سے مُراد بیٹا۔ اور وکٹوریا کے روپیہ سے مراد لڑکی ہوتی ہے

غرض خوابیں تعبیروں سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ اور ان پر حجاب ہوتے ہیں اور جب وُہ پُوری ہوتی ہیں۔ تو پھر ان کا راز کھلتا ہے۔ یا معبّر کسی حد تک ان کا راز قبل از وقت پا لیتے ہیں۔ رؤیا نیند میں دکھائی جاتی ہے۔ اور اکثر تو اس کی تعبیر ہوتی ہے۔ مگر ظاہری الفاظ میں بھی کبھی کبھی پوری ہو جاتی ہے۔ اور تعبیری رویا ہمیشہ اعلےٰ ہوتی ہے۔ بہ نسبت صاف رویا کے۔ کیونکہ تعبیر طلب رویا استعارہ کی زبان یعنی خدا کی اپنی زبان میں نازل ہوتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ میرا کوئی عزیز مر گیا ہے تو اس کی نسبت وُہ رویا اعلےٰ ہوگی۔ اگر وُہ شخص دیکھے۔ کہ میرا ایک دانت ٹوٹ کر گر گیا ہے۔ کیونکہ دانت ٹوٹنے سے مراد رشتہ دار کا مر جانا ملاءِ اعلےٰ کی زبان ہے۔ اور صاف طور پر کسی کی موت کا دیکھ لینا یہ اہلِ دُنیا کی زبان ہے۔

پس الٰہی زبان میں غیب کا اظہار زیادہ اعزاز ہے۔ بہ نسبت گنواری زبان میں نازل ہونے کے۔ دوسرے یہ بات بھی ہے۔ کہ کسی مرنے والے کو خواب میں مُردہ دیکھ لینے سے یہ شُبہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ کہیں خواب اس شخص کے نفس نے تو نہیں بنا لیا۔ کیونکہ یہ بات خیالی بھی ہو سکتی ہے۔ اور اس طرح خواب مشتبہ ہو جاتا ہے لیکن ٹوٹا ہوا دانت اس کی جگہ دکھائے جانے میں نفس کی ملونی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ہم دُنیا میں کبھی کسی کے مرنے کا ذکر دانت کے ٹوٹنے کے الفاظ میں نہیں کرتے۔

اسی طرح اگر کوئی لڑکا پیدا ہونے کا رویاء دیکھے۔ اور واقعی لڑکا پیدا ہو جائے تو یہ خواب ادنےٰ ہے۔ لیکن اگر دیکھے کہ میرے ہاتھ میں ایک روپیہ دیا گیا ہے اور پھر لڑکا پیدا ہو جائے۔ تو یہ رویا اعلےٰ ہے۔ اسی طرح اگر کوئی دیکھے۔ کہ میرے گھر میں چور آیا ہے۔ اور لڑکی اس کی جوان ہو۔ اس کی یہ تعبیر ہوگی۔ کہ اس کی لڑکی کی شادی ہو جائے گی۔ کیونکہ چور سے مراد ایسے خواب میں داماد ہوتا ہے اور یہ رویا نہایت اعلےٰ سمجھی جائے گی۔ کیونکہ اس میں اپنے کسی خیال کا دخل نہیں۔ برخلاف اس کے اگر کوئی دیکھے۔ کہ میری لڑکی کی شادی ہو گئی ہے۔ اور واقعی اس کے بعد ہو بھی جائے۔ تو یہ خواب تو درست سمجھا جائے گا۔ مگر یہ ویسا اعلےٰ نہ ہوگا۔

اسی طرح یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اگر کسی مومن کو تین سال بلکہ دس سال میں بھی ایک دفعہ ایک خواب آیا کرے اور وہ نہایت مصفےٰ اور غیب کے علم پر مشتمل ہو۔ اور تعبیری زبان میں ہو۔ تو اس مومن کا درجہ اس دوسرے مومن سے بلند ہے جس کو دن رات خوابیں آتی ہیں۔ جو کچھ مشکوک سی ہوتی ہیں۔ اور ان کی تعبیر کھینچ تان کر ہر طرف لگ سکتی ہے۔ اور وہ اعلےٰ الٰہی زبان میں نہیں ہوتیں۔

پس خواب کے معاملہ میں کبھی کثرت پر نہ جاؤ۔ بلکہ صفائی کو دیکھو اور اس علم غیب کی طرف جاؤ۔ جو ان سے حاصل ہوتا ہے۔

رویا کے بارہ میں یہ بھی نوٹ کر لینا چاہیئے۔ کہ سچی رویا خود کہتی ہے۔ کہ میں سچی ہوں۔ میری تعبیر طلب کرو۔ دیکھنے والا اس کی صداقت سے خود متاثر ہو جاتا ہے اور اسے ادھر اُدھر لئے پھرتا ہے۔ اور لوگوں سے اس کی تعبیر پوچھتا پھرتا ہے اور وہ دیکھنے والے کو ہمیشہ یاد رہتی ہے جب تک کہ پوری نہ ہو جائے۔

لوگوں نے احادیث میں پڑھا ہوگا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآنی وحی سے پہلے کثرت سے رویائے صالحہ نازل ہوتی تھیں۔ اور وہ فلق صبح کی طرح فوراً ہی پُوری ہو جاتی تھیں۔ اس فلق صبح کی طرح پوری ہونے سے لوگ غلطی سے یہ خیال کر بیٹھے ہیں۔ کہ وہ رویا تعبیری رویا نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ وُہی نظارہ جو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو دیکھتے تھے۔ دن کو پورا ہو جاتا تھا۔

مگر مجھے اس سے اختلاف ہے فلق صبح کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ روشن اور عمدہ طور پر وُہ جلدی جلدی پوری ہوتی جاتی تھیں۔ یہ مراد نہیں۔ کہ وہ قابلِ تعبیر۔ اور تعبیری زبان میں نہیں تھیں۔ مثلاً یہ نہیں تھا۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو بیمار دیکھتے تھے۔ اور وہ بیمار ہو جاتا تھا۔ یا کسی کو غمگین دیکھتے تھے۔ تو وہ مصیبت میں پڑ جاتا تھا۔ یا کسی کو مالدار دیکھتے تھے۔ تو اسے مال مل جاتا تھا یا کسی کی نئی بیوی دیکھتے تھے۔ تو اس کی شادی ہو جاتی تھی۔ بلکہ زیادہ قرینِ قیاس یہ ہے۔ کہ بیمار کو زرد کپڑے پہنے دیکھتے تھے۔ اور مصیبت زدہ کو پیاز یا چنے کھاتے دیکھتے تھے۔ اور مالدار کو نجاست میں لت پت دیکھتے تھے اور دولھا کو نئی جوتی پہنے دیکھتے تھے اور یہ رویا جلدی اور صفائی سے پورے ہو جاتے تھے۔ ہاں یہ ممکن ہے۔ کہ بعض دفعہ صاف اور اصلی رنگ میں بھی ہوں۔ مگر شاذ کے طور پر۔

کشف اور خواب میں فرق

دوسری قسم پسِ پردہ وحی کی کشف ہے۔ اس میں۔ اور خواب میں صرف یہ فرق ہے۔ کہ یہ جاگتے ہیں یا قریباً جاگتے میں (بین النوم والیقظہ) دکھایا جاتا ہے۔ اور صاحبِ کشف اس وقت اپنے آس پاس کی چیزوں سے بھی آگاہ ہوتا ہے۔ اور اس میں صرف ایک نظارہ کسی غیب کی حالت کا دکھایا جاتا ہے۔ اور یا لمبا ہو۔ تو مسلسل کیفیات دکھائی جاتی ہیں۔ کشف بھی بعض اوقات ظاہری صورت۔ اور نقشہ کے مطابق ہوتا ہے۔ یعنی جو اصل ہوتا ہے۔ اسی کا نظارہ دکھایا جاتا ہے جس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یا ساریۃ الجبل والا معاملہ۔ یا اس میں بھی تعبیر ہوتی ہے۔ جیسے معراج کا واقعہ۔ کہ تمام آئندہ کی خبروں اور غیب سے اور علوم سے بھرا ہوا ہے۔

یہاں بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ صرف نظارے دکھانا خدا تعالےٰ کا مقصد نہیں ہے۔ بلکہ علم دینا۔ اور پیشگوئی کرنا مطلب ہوتا ہے۔ جیسے لیکھرام والے کشف میں جہاں ایک خونخوار فرشتہ دیکھا گیا تھا۔ اسی طرح سُرخ چھینٹوں والے کُرتے کا کشف کہ وہ نہ صرف خدا کی صفت خلق کے ثبوت میں تھا۔ بلکہ سُرخ سیاہی سے مُراد دُنیا پر عالمگیر عذابوں کی آمد کی پیشگوئی بھی تھی۔ کیونکہ سُرخ رنگ اس زمانہ میں خطرہ کی علامت قرار دے دی گئی ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تمام نظارے قبر۔ حشر۔ میزان۔ پل صراط۔ دوزخ اور جنت وغیرہ کے غیب کی پیشگوئیوں پر ہی مشتمل ہیں۔ اور ان کا پورا ہونا ہم اپنے مرنے کے بعد دیکھیں گے۔ جب ہم ان حالات میں سے بذاتِ خود گزریں گے اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان باتوں کو سچا پائیں گے۔

معراج کیا تھا؟

اس جگہ یہ بھی بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ لوگ معراج نبوی کی بابت ناحق ۱۳۰۰ سال سے جھگڑتے چلے آئے ہیں۔ کوئی اسے جسمانی کہتا ہے۔ کوئی روحانی۔ یعنی کشف۔ حالانکہ جس حدیث میں اس کا بیان ہے۔ وہیں یہ فیصلہ بھی موجود ہے کہ معراج کیا تھا۔ سُنیئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بستر پر ہی ساری رات لیٹے رہے۔ اور آپ کا جسم مبارک زمین پر ہی موجود رہا۔ کہ آپ کو معراج ہو گیا۔ اور آپ نے بیت المقدس تک تمام سڑک اور راستہ پہاڑ اور نشانات اور درخت اور مسجد بیت المقدس اور انبیائے بنی اسرائیل کی قبروں تک کی سیر کی۔ پھر آسمان پر تشریف لے گئے۔ اور آسمانوں اور عرش و کرسی۔ سدرۃ المنتہیٰ اور دوزخ و جنت تک کی سیر کر کے واپس تشریف لے آئے۔ اور زمینی اور آسمانی دونوں حصوں کے نظارے مفصل بیان فرمائے۔ اس پر ایک فریق کہتا ہے۔ کہ یہ ساری سیر جسمانی تھی۔ اور دوسرا فریق کہتا ہے۔ کہ یہ ساری سیر روحانی تھی یا یوں کہو کہ کشفی تھی۔ اس جھگڑے کو خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہی اسی وقت طے فرما دیا تھا۔ اور وہ اس طرح۔ کہ صبح آپ نے جب اپنی سیر کا ذکر کفار کے سامنے کیا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ یونہی گپیں ہیں۔ جو مرضی ہوئی کہہ دیا۔ کوئی سیر وغیرہ ایسی نہیں ہو سکتی۔ کہ رات بھر میں بیت المقدس اور وہاں سے آسمان اور پھر آسمان سے بیت المقدس اور وہاں سے مکہ میں کوئی شخص واپس آجائے۔

جب کفارِ مکہ نے دن کے وقت اس رات والی بات کا انکار کیا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی وقت کعبہ کے صحن میں ہی ان کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا۔ کہ پوچھو۔ جو پوچھنا ہے۔ کفار نے بیت المقدس تک کے سب پتے۔ درختوں۔ قبروں۔ راستوں وغیرہ کے پوچھے۔ کیونکہ وہ اکثر سفر میں اُدھر جایا کرتے تھے اور تسلی بخش جواب پا کر خاموش ہو گئے۔

آگے آسمان والا سفر اس واسطے نہ پوچھ سکے۔ کہ اس راستہ سے وہ واقف نہ تھے۔

جب صحابہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ کہ حضور نے کس طرح سب پتے اور نشان کفار کو مکہ سے لیکر بیت المقدس تک بتا دیئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ جب میں کھڑا ہوا۔ تو جو وہ لوگ مجھ سے سوال کرتے تھے وہ جگہ میرے سامنے لائی جاتی تھی اور میں دیکھکر جواب دیدیتا تھا۔ اس سب بیان سے یہ بالکل واضح ہو گیا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سفر رات والے معراج کی سیر کا ایک حصہ دن کے وقت پھر کر کے دکھا دیا۔ اور یہی بات جو دن کو ہوئی۔ یہی رات کو ہوئی تھی۔ اور دن کو ہر شخص مانتا ہے۔ کہ صرف کشف ہوا تھا۔ نہ کہ جسمانی نقل وحرکت۔

پس لامحالہ ماننا پڑیگا۔ کہ رات کو بھی کشف ہی تھا۔ اور کچھ نہیں۔ جو بات رات کو ہوئی تھی۔ وہی یا ویسی ہی دن کو دہرائی گئی۔ پھر میں حیران ہوں۔ کہ دن والی بات کو جانتے بوجھتے رات والی بات پر لوگ کیوں جھگڑ رہے ہیں۔ اور اس کا نام کشف رکھنے کیوں دم نکلتا ہے۔ when the very s. me thing was repeated during the day.

کشوف کے حصول کا طریق

کشوف کے ضمن میں ایک بات یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اس راستہ کے کھولنے کے لئے روزے یا فاقہ کشی اور دنیا سے علیحدگی نہایت ضروری ہے۔ انبیاء تو اسے چھکّا کرتے ہیں۔ تاکہ انکو آئیندہ اسے زمانہ کے یا قیامت۔ اور جنت اور دوزخ کے یا ملکوت السماوات کے نظارے دکھا کر خدا تعالےٰ ان کی معرفت اور بصیرت کو زیادہ کرے۔ اور بغیر فاقہ کشی اور چلہ کشی کے یہ راستہ نہیں کھلتا۔ دوسرے لوگ اگر ان کا نفس مجاہدات سے پاک ہو گیا ہو تو یہ سیر دیکھ سکتے ہیں۔ بشرطیکہ مسلسل روزے رکھیں۔ پھر اگر ان میں فطرتی قابلیت اور انکے دل ودماغ میں اہلیت ہوگی۔ تو کچھ مدت کے ایسے مجاہدات کے بعد کشوف اور الہامات کا دروازہ کھل جائے گا۔ مگر ساتھ یہ بھی خطرہ ہے

جیسا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ظاہر فرمایا ہے۔ کہ کہیں پاگل یا دیوانہ نہ ہو جائیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود تو طے کے مسلسل روزے رکھا کرتے تھے۔ مگر امت کو اسی لئے منع کرتے تھے۔ کہ لوگوں کو نقصان نہ پہونچے۔ ہاں کسی کی صحت عمدہ اور اعصاب تندرست اور اہلیت خواب اور کشف بینی کی ہو۔ اور پھر اشارہ الٰہی بھی ہو۔ تو لمبی فاقہ کشی اور بیوی سے علیحدگی کے بعد کشوف بلکہ الہامات کا دروازہ بھی کھل جاتا ہے۔ کیونکہ ایسے انسان کے دماغ کا تعلق اس جہان کی باتوں سے نہیں اپنا اور اس کا ریڈیو دنیا کی آوازیں نہیں سنتا۔ کیونکہ دنیا سے اس کا تعلق قریبًا منقطع ہو جاتا ہے۔ اور اوپر سے آوازیں اور نظارے آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ پس وہ لوگ جو باوجود نیک ہونے اور خواب میں دماغ رکھنے کے پھر کشوف اور الہامات کو ترستے رہے ہیں ان کے لئے اپنی پیاس بجھانے کی یہی ترکیب ہے۔ اگرچہ خطرناک ہے خواب بیں دماغ میں نے اس لئے کہا کہ بعض لوگوں کی بابت مجھے علم ہے۔ کہ انہوں نے ساری عمر ایک خواب بھی نہیں دیکھا۔ اور ان میں کسی رؤیا اور کشف کی گنجائش اور حس قطعًا پیدائشی نامرد کی طرح ہوئی ہی نہیں۔ سو یہ لوگ ایسا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ برخلاف اس کے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جن کا دماغ خواب اور الہام کی قدرتی بناوٹ رکھتا ہے۔ اور مجاہدہ کے بغیر بھی ان کو ہر وقت کشوف اور خواب آتے رہتے ہیں۔ مگر جبتک تزکیہ نفس نہ ہو اور شیطان سے پوری بے تعلقی نہ ہو۔ ان کی خوابوں اور الہاموں کو اعلےٰ درجہ کا روحانی نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ شیطان ایسے لوگوں کی ہر وقت تاک میں رہتا ہے اور چونکہ وہ ہر وقت الہام پر حریص رہتے ہیں اس لئے ہر موقعہ پر انکے ریڈیو میں اپنا مخفی کنکشن بھی لگا دیتا ہے۔ اور اس طرح ان کو خراب کرتا ہے۔ اور ان کے الہام گندے ہو جاتے ہیں۔ اور نیم شیطانی ہو جاتے ہیں

اور آخر میں ان کی روحانیت کا ستیاناس کر کے ان کو صاحب الہام ہونیکے تکبر میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیتا ہے ؛

وحی خفی

تیسری قسم پس پردہ وحی کی وحی خفی ہوتی ہے۔ اس کا کچھ ذکر میں "معرفت" کے مضمون میں کر چکا ہوں۔ اس لئے یہاں کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ اس کے لئے الفضل ۱۷ اکتوبر ۱۹۳۶ء دیکھکر تسلی کر لیں۔ لیکن وحی خفی کی بابت ایک بات یاد رکھیں۔ کہ اس کا مضمون خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور انسان کے قلب پر نازل ہو کر پھر اس کے اپنے الفاظ اور خیالات میں باہر نکلتا ہے سو قلب اور ظرف مومن کا جیسی حالت میں ہوگا۔ وحی خفی اسی ظرف کے مطابق اپنا رنگ دکھائیگی۔ اگر اس کا پورا تزکیہ نہ ہو چکا ہوگا۔ تو وحی خفی بھی کچھ گندی ہو جائے گی۔ اگر وہ شخص بیوقوف ہوگا۔ تو وحی خفی کے ساتھ بھی بیوقوفی کی کچھ علامات ظاہر ہو جائینگی جیسے ایک بادشاہ کے بیوقوف بیٹے نے علم نجوم سیکھکر اپنے باپ کو اس کے سوال پر بتایا تھا۔ کہ تمہاری مٹھی میں ایک سوراخ والی دھات کی چیز ہے۔ جب پوچھا گیا۔ کہ کیا چیز ہے۔ تو کہنے لگا۔ کہ چکی کا پاٹ۔ حالانکہ اصل میں وہ انگوٹھی تھی۔ تو یہاں بھی یک من علم را دہ من عقل باید والا معاملہ ہوتا ہے۔ بیوقوف مومن اور احمق مسلمان کی معرفت اور وحی خفی چونکہ بیوقوف ظرف کے اندر پڑ کر نکلتی ہے۔ اس لئے وہ بھی بیوقوفی میں لت پت ہو کر نکلتی ہے۔

فرشتہ کی آوردہ وحی

یہ تیسری قسم کی وحی ہے جس میں نہ تو کلام براہ راست آتا ہے۔ نہ پردہ میں لپیٹ کر رؤیا وکشوف کی طرح بھیجا جاتا ہے۔ بلکہ فرشتہ کلام یعنی روح القدس الٰہی کلام کو انسان کے آگے پیش کر دیتا ہے۔ یہ وحی بھی آگے دو قسم کی ہوتی ہے ایک تو نہایت اعلیٰ اور اجلیٰ جس میں فرشتہ خدا تعالےٰ کے اپنے الفاظ یعنی وحی متلو کو بطور امانت کے رسولوں اور نبیوں کے حضور پیش کرتا ہے۔ یہ وحی اکثر غیب کی

حامل ہوتی ہے۔ اور سخت حفاظت اور پہرہ کے اندر آتی ہے اور چونکہ آئندہ کی عظیم الشان خبروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اسلئے خدا کا اپنا کلام بڑی امانت اور حفاظت کے ساتھ نبیوں کے پاس لایا جاتا ہے۔ بلکہ ان کے اندر بھی اس کی حفاظت کی جاتی ہے دوسری قسم ادنیٰ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ فلاں بندہ کو یا فلاں نبی کو میری طرف سے یہ بات کہہ آؤ۔ وہ فرشتہ اس بات کو خدائی لفظوں میں نہیں لیجاتا نہ اس میں عظیم الشان غیب کی خبریں ہوتی ہیں۔ جو ان کی حفاظت کی جائے۔ بلکہ عام مبشرات۔ یا معمولی باتیں اور پیغام ہوتے ہیں۔ بس فرشتہ اس مطلب کو اپنے الفاظ میں ادا کر دیتا ہے۔ اس قسم کی وحی کا نام ندائے سروش یا ندائے ہاتف ہے جیسے حضرت مریم کی وحی۔ اور گو یہ نبی کو بھی ہوتی ہے۔ مگر غیر نبی کو اکثر ہوتی ہے۔ ان دونوں وحیوں کی مثال ایسی ہے۔ جیسے مثلاً میں اپنے ایک دوست کو ایک خط اپنے ہاتھ سے لکھکر اپنے نوکر کی معرفت بھیجوں۔ اور اس کے لفافہ پر مہر لگا دوں۔ تو میرے اپنے الفاظ اور مطلب اس دوست تک محفوظ پہونچ جائینگے۔ اور کوئی غلط فہمی نہ ہوگی۔ مگر معاملہ اہم نہ ہو۔ تو میں یہ بھی کر سکتا ہوں کہ نوکر سے کہدوں۔ کہ فلاں دوست کو اس قسم کا پیغام دے آؤ۔ تو عمومًا وہ نوکر اس پیغام کو اپنی زبان اور اپنے مفہوم کے مطابق دیگا۔ اور اپنے الفاظ استعمال کریگا اور چونکہ وہ علم غیب سب باتوں کا نہیں رکھتا اس لئے ممکن ہے۔ کہ وہ میرا پیغام اپنی عقل یا فہم یا خیال کے مطابق ادا کرے اور میرے اپنے الفاظ نہ ہونے کی وجہ سے مطلب تو ادا ہو جائیگا۔ مگر الفاظ میں وہ بات نہ ہوگی۔ جو میرے الفاظ میں تھی۔ ایک جاہل شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نوکر تھا اس پر بھی ایک دن الہام کا چھینٹا پڑ گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑ گیا۔ وہ سو رہا تھا۔ اسے الہام ہوا۔ کہ "اٹھ اوئے سؤرا نماز پڑھ"۔ یہ الفاظ میرے نزدیک خدا تعالےٰ کے نہیں تھے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے صرف یہ اشارہ تھا۔ کہ اس شخص کو نماز کے لئے جگا دو۔

فرشتہ کو علم تھا کہ یہ معمولی بلانے سے یا ہلانے سے نہیں اٹھے گا۔ اس لئے اس نے ایسے الفاظ استعمال کئے جس سے وہ اپنی فطرت کے مطابق چوکنا ہو جائے۔ سو یہ الفاظ فرشتے کے ہیں نہ کہ خدا کے۔ اس نے حسب حال اسے جگا دیا یہ کہہ کر کہ اے سور اٹھ اور نماز پڑھ۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو رام موہن رائے کی ایک کتاب پڑھنے سے منع کیا گیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرشتہ کو الہام سے کہا کہ نورالدین کو سختی کے ساتھ اس کتاب کے پڑھنے سے منع کردو۔ فرشتہ نے اس اشارہ کو پاکر ایک فقرہ بنایا۔ اور بڑی موٹی گالی دے کر کہا کہ " اس ..... دی کتاب نہیں پڑھنی"۔ یہ بات یفعلون ما یؤمرون کے برخلاف نہیں ہے۔ کیونکہ فرشتے بعض دفعہ احکام پاکر ایک جائز حد تک ان میں اجتہاد اور رد و کد کرنے کے مجاز ہیں۔ جیسا کہ حضرت آدم کے وقت انہوں نے کیا تھا۔

سو یہ ندائے ہاتف اگرچہ وحی کی ایک قسم ہے۔ مگر فلا یظہر علی غیبہ والی وحی نہیں ہے۔ اس کا نمونہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں وہ تھا جہاں ایمان اسلام اور قیامت کے سوالات حضرت جبرائیل نے دحیہ کلبی کی صورت میں آپ سے آکر کئے تھے۔ اور چونکہ وہ خود جبرائیل تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس تھی۔ اس لئے وہ وحی جو فرشتہ کا کلام تھی۔ نہایت اعلےٰ درجہ کی ہی رہی۔ مگر دوسرے لوگوں پر جبرائیل ایسی وحی نہیں لاتا۔ وہاں کوئی ان کا اسسٹنٹ یا چھوٹی حیثیت کا ایجنٹ آتا ہے۔ اور اس آدمی کی حیثیت اور ظرف کے مطابق اس سے کلام کرتا ہے۔ اور پھر اس کے بھی مدارج ہوتے ہیں۔ اور جیسی روح ویسے فرشتے والا مقولہ ان پر صادق آتا ہے۔

ہمارے سلسلہ کے بعض ملہمین

ہمارے سلسلہ کے بعض ملہمین کو اسی قسم کا ادنےٰ الہام ہوتا ہے۔ جسے وہ نبی کے عظیم الشان الہاموں کے برابر سمجھ لیتے ہیں۔ اور ان کی یہ حالت ہے۔ کہ گویا دونیاں چونیاں ان کے نزدیک ہیروں اور جواہرات کے برابر ہیں۔ اور یہ اس لئے ہے۔ کہ ان میں علم و معرفت نہیں۔ حقیقتاً وہ خدا کا اپنا کلام ہوتا ہی نہیں۔ بلکہ مطلب دربار الٰہی سے آتا ہے۔ اور فرشتہ اس بات کو ان کی لیاقت کے مطابق اپنے الفاظ میں ادا کر دیتا ہے۔ اسی لئے میں اسے ندائے ہاتف کہتا ہوں۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ کیا معاملہ ہے۔

انبیاء کی وحی کی ایک خصوصیت

اب میں ایک خصوصیت انبیاء کی وحی کی پیش کرتا ہوں۔ جو پہلے اس طرح عام لوگوں کے ذہن میں موجود نہیں ہے وہ یہ کہ نبی کے زمانہ میں نبی پر بکثرت کلام اللہ نازل ہوتا ہے۔ یعنی وہ الفاظ جو خدا تعالےٰ کے اپنے مونہہ سے نکلے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور کیفیت و کمیت ہر دو طرح سے یہ وحی بکثرت ہوتی ہے اور اس میں علم غیب بکثرت ہوتا ہے۔ لیکن جب نبی دنیا سے انتقال فرماجاتا ہے تو وہ پھاٹک وحی کا جو کھلا تھا بند ہو جاتا ہے۔ پھر اس دیوار میں محض ایک چھوٹا سا سوراخ رہ جاتا ہے۔ جن میں سے اس کے خاص متبعین کو بہت تھوڑا حصہ اس اعلےٰ متلو وحی کا ملتا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ تمام انبیا کی وحیاں دیکھ لو ان کی کتابیں بن جاتی ہیں۔ یعنی ایسی کثرت وحی کی ہوتی ہے۔ کہ ہر نبی جب ان کو جمع کرتا ہے۔ تو ضرور اس سے ایک کتاب تیار ہو جاتی ہے۔ مگر نبی کے بعد خلفائے راشدین تک کو دیکھ لو۔ ان کو ساری عمر میں شائد آدھی درجن یا کم و بیش وحی متلو کے فقرے ہوں گے۔ اس سے زیادہ نہیں۔ وجہ یہ کہ اگر ان کو ذرا بھی کثرت سے یہ وحی متلو ملے تو وہ نبی بن جائیں۔ مگر کثرت نبی سے خاص ہے۔ ہم نے حضرات خلفائے راشدین کا حال سنا اور خلفائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خود دیکھا۔ مگر یہی پایا۔ کہ اگرچہ ان کو معرفت نہایت اعلےٰ ملتی ہے۔ اگرچہ وحی خفی بکثرت ان کو دی جاتی ہے۔ اگرچہ نہایت اعلےٰ رویا اور کشوف ان کو ہوتے رہتے ہیں اور اگرچہ فرشتے کا کلام بھی ان کو ملتا ہے مگر نبیوں والی وحی متلو اور محفوظ ان کو بھی صرف بطور نمونہ ساری عمر میں چند کلمات ملتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے شائد ایک دو الہام مشہور ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا الہام متلو لیمزقنہم اگرچہ بائیس برس سے ہتھوڑے کی طرح ہر وقت غیر مبائعین کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے۔ اور اپنے وسیع اثر اور معجزانہ اقتدار کے ساتھ ہزار وحیوں کے برابر ہے۔ مگر پھر بھی حضور کو بکثرت وحی متلو کا ہونا میرے علم میں نہیں آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح یہ نہیں۔ کہ عبارتیں کی عبارتیں اور فقرے کے فقرے اور آئتیں کی آئتیں روزانہ نازل ہوتی ہوں۔ اور شائع ہوتی ہوں اور اس کثرت سے غیب اس میں دیا جاتا ہو۔ کہ وہ اقتدار اور اظہار کے درجہ تک پہونچ چکا ہو۔ **پس کثرت وحی متلو صرف اور صرف انبیا کا نشان ہے۔** عظیم الشان خلفا کو بھی یہ نہیں دیا جاتا۔ تاکہ نبی اور غیر نبی کی تمیز ہمیشہ قائم رہے۔ ان حالات میں میں کس طرح مان لوں۔ کہ جماعت کا کوئی اور فرد صبح دوپہر شام رات دن اپنی وحی سناتا ہے۔ اور روز کاپیوں کے ورق کے ورق سیاہ کرکے اور الہامات سے بھر کر لوگوں کو مرعوب کرتا ہے۔ اگر وہ سچا ہے تو وہ نبی ہے اگر نبی نہیں ہے۔ تو اسے وہم ہی وہم ہے۔ اور اس کے کان بولتے ہیں۔ وہ ان کا علاج کرائے۔ یا اس کا نفس بولتا ہے وہ اسے سیدھا کرے۔

رہی یہ بات کہ شائد کسی کو یہ خیال ہو۔ کہ خلفا اور اولیائے کرام اپنے الہامات کو چھپاتے ہوں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بالکل غلط خیال ہے۔ جب سچا الہام زمین پر نازل ہوتا ہے۔ تو پھر اسے کوئی چھپا نہیں سکتا۔ وہ زور کرکے خود زبان پر اور مجلسوں اور تقریروں اور تحریروں میں آجاتا ہے۔ اور ملہم کو اپنے اندر سے اسے مجبوراً باہر نکالنا پڑتا ہے۔ کیا ایسے آفتاب کی روشنی کپڑے کی چادر سے چھپائی جاسکتی ہے۔ یا الٰہی آواز کانوں میں انگلیاں دے کر بند کی جاسکتی ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ کسی کے ساتھ خدا کلام کرے۔ اور پھر وہ اسے چھپا سکے؟ کیا وہ کلام اندر رہنے کے لئے نازل ہوا تھا۔ کسی کو معمولی بشارت کا خواب آجائے۔ تو وہ اسے ڈھول بجا بجا کر ہر مجلس میں سناتا پھرتا ہے۔ کیونکہ اس کے پیچھے ایک خوشی کی لہر ہوتی ہے۔ ایک جوش اور دیوانگی ہوتی ہے۔ اگر چھپائے تو اس کا پیٹ پھول جائے۔ لیکن اگر کسی ولی کو نہایت اعلےٰ متلو محفوظ الہام کا انعام مل جائے۔ تو وہ اسے ردی کی ٹوکری میں ڈال کر بھول جائے۔ یا اس کا ذکر کرتے ہوئے شرمائے۔ یہ فطرت انسانی کے خلاف ہے۔ ملہم کیا کرے گا۔ ایسا طاقتور الہام خود زور کرکے برسر بازار نکل آتا ہے۔ چنانچہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کو لیمزقنہم کا الہام ہوا۔ تو انہوں نے اس نشان اور خدا کے غیبی وعدہ کو آنکھوں پر لیا۔ اور اس کا وقتاً فوقتاً خوب اعلان کیا۔ تاکہ شکریہ احسان ہو۔ اور لوگوں کو وہ خدا نظر آئے جو اپنے بندوں کی وقت پر تسلی کرتا ہے۔ اور ان کے دشمنوں کا خواہ وہ ابتدا میں کیسے ہی طاقتور کیوں نہ ہوں۔ کس طرح سر توڑتا ہے۔ کیا یہ باتیں چھپانے والی ہیں۔ یا ڈھنڈورہ کے ساتھ اعلان کرنے والی ع

گر بشنوم نگویش آنجا کجا برم

کیا الہام دنیا کی سب سے اعلےٰ نعمت نہیں ہے۔ پھر کیا وجہ کہ اما بنعمۃ ربک فحدث کے ماتحت اس کا اعلان نہ کیا جائے۔

اگلے لوگ شائد اس لئے ان باتوں کو چھپاتے ہوں گے۔ کہ ان کے الہام ہی مشکوک نرم اور گھٹیا یا غیر یقینی درجہ کے ہوں گے۔ ورنہ وحی متلو ہو اور لفظ خدا کے اپنے ہوں۔ اور وہ غیب پر بھی مشتمل ہو۔ تو کس کی مجال ہے کہ اس پر پردہ ڈال سکے۔ ہاں

انبیاء کے ہزارہا ایسے الہامات ہیں سے کوئی اکا دکا الہام ایسا بھی ہوتا ہے کہ حکماً اس کی اشاعت کی اجازت نہیں ہوتی۔ ورنہ ننانوے فی صدی سے زیادہ تو فوراً پبلک میں آجاتے ہیں

مجوب الاحوال ملہمین

اس کے بعد میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ بعض مجوب الاحوال پروفیشنل ملہمین کو کیسا الہام ہوتا ہے۔ سو ان کے متعلق میرا عقیدہ یہ ہے کہ الا ماشاء اللہ ان پر کوئی وحی خدا تعالے کی طرف سے ارسال کردہ نہیں آتی۔ یعنی یہ نہیں ہوتا کہ **خدا تعالیٰ فرشتوں سے کہے کہ یہ میرا کلام ہے اسے فلاں شخص کے پاس میری طرف سے لے جاؤ اور بحفاظت پہنچا دو**۔ بلکہ بات اصل میں یہ ہوتی ہے کہ ایسے لوگ اکثر دنیا سے منقطع ہوتے ہیں اور ان کی دماغی بناوٹ پہلے ہی خواب بین یا الہام آنے والی ہوتی ہے ایسی صورت میں وہ خدا تعالیٰ کے بعض احکام یا قضاء و قدر کے بعض معاملات کو راستہ ہیں سے پکڑ لیتے ہیں یا اڑا لیتے ہیں یا استراق سمع کر لیتے ہیں وہ اس طرح کہ ان کا دماغ اپنی ساخت میں ریڈیو کی طرح بنا ہوا ہوتا ہے کہ سنتے ہیں ملاء اعلیٰ سے مثلاً کسی کی موت کی نسبت احکام جاری ہوتے ہیں تو عزرائیل علیہ السلام کے محکمہ کا سارا عملہ ہشیار اور بیدار ہو جاتا ہے کسی فرشتہ کو حکم ہوتا ہے کہ تم فلاں شخص کے پیٹ میں درد پیدا کر دو اور انتڑیوں میں گرہ لگا دو۔ دوسرے کو حکم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر کو ایسے راستہ پر لے چلو کہ بجائے فائدہ کے نقصان پہنچے۔ تیسرے کو حکم ہوتا ہے کہ اس کے اپریشن کے بعد جو رہی سہی طاقت اس کے دل میں ہے اسے سلب کر لو۔ پھر چوتھے کو حکم ہوتا ہے کہ اس کی جان نکال لو۔ غرض ایک آدمی کی موت کیا آتی ہے ایک محکمہ سارے کا سارا جنبش میں آجاتا ہے اور دربار رب عالم بالا میں ٹیلی گراف اور ٹیلی فون اور وائرلیس کھڑکنے لگتے ہیں اور ادھر یہ ملہم صاحب فقیروں کی طرح آسمان کی طرف پہلے ہی کان لگائے بیٹھے ہوتے ہیں۔ پھر کسی خبر کو جو وائرلیس سے چلتی ہے ان کا ریڈیو بھی لے لیتا ہے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ مجھے الہام ہوا مگر دراصل انہوں استراق سمع کیا یا سرکاری خبروں میں سے ایک خبر جو ان کے لئے نہیں تھی۔ بلکہ صرف محکمانہ تھی اڑا لی اور کہدیا کہ مجھے منذر خواب فلاں شخص کی بابت آیا ہے۔ پھر چند روز کے بعد وہ شخص مر بھی جاتا ہے بس پھر کیا ملہم صاحب کے ہاں شادیانے بجنے لگتے ہیں گویا لیکھرام والی پیشگوئی پوری ہو گئی۔ بار بار اس خواب یا اس الہام کو ہر مجلس میں پیش کرتے ہیں اور اپنی ولایت جتاتے ہیں اور لوگوں کو ڈراتے ہیں بلکہ نذرانے وصول کرتے ہیں حالانکہ ایسی خبریں تو ہمارے ملک میں کئی قسم کے جانور حتی کہ کتے بھی چرا لیتے ہیں۔ کیونکہ جب کوئی وبا کسی جگہ پڑنے والی ہوتی ہے تو کتے راتوں کو بہت رویا کرتے ہیں کیونکہ انہیں فضا میں مصیبت کی ایک ہل چل معلوم ہوتی ہے اور طاعون سے پہلے بعض پرندے شہروں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور طوفان یا طغیانیوں سے قبل چیونٹیاں یا حشرات الارض یا ابابیل ٹڈی بے چینی اور گھبراہٹ کا اظہار کرتے ہیں۔ پس ایسے الہامات کی یہ وقعت ہے اور ایسا ہی الہام بلعم کی خچر کو بھی ہوا تھا۔ ایسے الہامات بکثرت بھی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ قضاء و قدر کا نفاذ ہر وقت آسمانی گورنمنٹ کی طرف سے نازل ہوتا رہتا ہے مگر عموماً یہ الہامات انذاری ہوتے ہیں کیونکہ آسمان پر مرنے اور ہلاکت اور مصائب اور وبا سے بہت زیادہ شور برپا ہوتا ہے بہ نسبت شادی اور خوشی اور کامیابی کے اور بہ نسبت جمالی صفات کے خدا کی جلالی صفات کے جوش کے وقت لازمی ہے کہ ملاء اعلیٰ میں بھی سخت اور غیر معمولی ہل چل مچ جائے۔ اسی لئے ان لوگوں کے الہامات میں اکثر خوشی اور تبشیر نہیں ہوتی بلکہ وہ لوگوں کے مرنے مارنے مصیبت اور بیمار ہونے کے متعلق ہی زیادہ ہوتے ہیں اور اپنی کامیابی کا کچھ ذکر نہیں ہوتا اور ان کا حال بہ نسبت مقدسین کے کاہنوں سے زیادہ مشابہ ہوتا ہے۔

پس یہ حقیقت ہے ایسے الہامات کی میرے نزدیک اور اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے اصلیت ہر بات کی۔ وہو

بکثرت شیخ تعلیم۔ اس مضمون پر اگر اصلی نور اور معرفت حاصل کرنی ہے تو حقیقۃ الوحی اور حقیقۃ الرؤیا کا مطالعہ فرمائیے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح علیہما السلام پر درود بھیجئے۔

کیا اخبار پرتاپ اپنی غلط بیانی کا ثبوت دیگا

اخبار پرتاپ نے اپنی ۱۰ اکتوبر کی اشاعت میں ریاست چمبہ کے ایک نام نہاد مسلمان کا آرٹیکل شائع کیا ہے۔ جو یقیناً پنجاب کے احرار۔ اسلام کے غداروں میں سے ایک ہے۔ مضمون میں احمدیہ جماعت کے اخبارات "الفضل" اور "سن رائز" کا ذکر کر کے ان کی طرف بالکل جھوٹی اور غلط باتیں منسوب کر دی ہیں۔ مثلاً لکھا ہے کہ "احمدی اخبارات میں ریاست کے خلاف یہ الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ کونسل آف ایڈمنسٹریشن کی طرف سے احمدیوں کو پراپیگنڈا کرنے کی اجازت نہیں" اخبار الفضل اور سن رائز میں جن کا ذکر اس مضمون میں کیا گیا ہے کبھی بھی کونسل آف ایڈمنسٹریشن کے خلاف نہیں لکھا گیا جس مسلمان نے یہ مضمون بھیجا ہے۔ بلکہ جس سے بھجوایا گیا ہے اس نے صریحاً جھوٹ اور غلط لکھا ہے۔ باقی رہا یہ کہ احمدیوں کو اس ریاست میں بعض افسروں کی جانب سے تکالیف ہیں۔ وہ اس سے باہر ہے۔ کہ ایک مسلمان سے مضمون لکھوا کر پرتاپ اخبار کو بھیج گیا۔

دوسری بات یہ لکھی ہے کہ "احمدی اخبارات نے لکھا ہے کہ ریاست میں مارشل لاء جاری ہے" یہ بھی بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ احمدی اخبارات الفضل اور سن رائز نے جن کا نام اس آرٹیکل میں لیا گیا ہے کبھی بھی ایسا نہیں لکھا۔ اور اس نام نہاد مسلمان کی یہ صریحاً بددیانتی ہے کہ اس نے سن رائز اور الفضل کا ذکر کر کے ایسی بے بنیاد باتیں لکھیں۔ جن کا ذکر ان اخبارات میں کبھی نہیں ہوا۔

تیسری بات یہ لکھی ہے کہ "مہاراجہ صاحب کے متعلق بھی جو ابھی نابالغ ہیں اخبارات نے لکھا ہے کہ ان کی پرورش ہندوؤں کی زیر نگرانی ہو رہی ہے" اس کے متعلق اخبار الفضل اور سن رائز۔ احمدیہ اخبارات نے کبھی کچھ نہیں لکھا۔ مضمون کے شروع میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اخبارات الفضل اور سن رائز کا ذکر کر کے آگے یہ باتیں درج کرنا بتاتا ہے۔ کہ یہ جو کچھ کیا گیا یا کرایا گیا۔ محض شرارت اور سلسلہ احمدیہ کو بدنام کرنے کی خاطر ہے۔ حالانکہ ان اخبارات نے کبھی ایسا نہیں لکھا۔ بلکہ جماعت احمدیہ چمبہ اپنی جماعت کے اس اصل پر قائم ہوتے ہوئے کہ "ہماری جماعت شریعت اور قانون دونوں کی پابند ہے" مہاراجہ صاحب اور آپ کے خاندان کو ہر طرح معزز اور قابل قدر سمجھتی ہے۔ اور ہر طرح ان کی وفادار ہے۔ ہاں بعض ایسے افسر جو جماعت احمدیہ کو غدار ثابت کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ اور اس کے خلاف جھوٹی ڈائریاں لکھتے اور لکھواتے ہیں ان کے خلاف آواز اٹھانا ضروری ہے۔ پرتاپ کے مضمون نگار نے کرنل ٹی سٹرانگ پریذیڈنٹ کونسل آف ایڈمنسٹریشن کے متعلق لکھا ہے کہ "مسلمان خواہ مخواہ ان کے خلاف ایجی ٹیشن شروع نہ کریں" ہمارے خیال میں جس قسم کے مسلمان نے یہ آرٹیکل لکھا ہے وہ تو شاید ایسی ایجی ٹیشن کرتے ہوں۔ لیکن جماعت احمدیہ نے خدا کے فضل سے کبھی کسی خلاف قانون ایجی ٹیشن میں حصہ نہیں لیا۔ اخبار الفضل مورخہ ۴ ستمبر و سن رائز مورخہ ۱۲ ستمبر میں پریذیڈنٹ صاحب کی تعریف کی گئی ہے۔ باقی رہا چمبہ میں احمدیوں کی تکالیف سو اس کے متعلق ہم اب بھی کہتے ہیں کہ یہاں پر جماعت احمدیہ کو بعض افسروں کی وجہ سے بہت تکالیف ہیں اور اس کا ثبوت یہاں کے احمدی افراد ہی پیش کر سکتے ہیں کسی نام نہاد مسلمان کی شکایت کی ضرورت نہیں۔ [illegible]

مقدمہ قبرستان کی سماعت

گواہانِ صفائی کی شہادتیں

(از رپورٹر الفضل)

قادیان ۲۱ اکتوبر۔ مقدمہ قبرستان کی سماعت آج پھر قادیان میں ہوئی۔ ملزمین کی طرف سے جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ جناب مرزا عبد الحق صاحب پلیڈر اور جناب مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر موجود تھے۔ اور صفائی کی طرف سے چند شہادات گذریں۔ نیز آج بعض درخواستیں بھی پیش کی گئیں۔ جو اسی روئداد میں درج کی گئی ہیں۔ ان کے متعلق تاحال عدالت کے فیصلہ کا علم نہیں۔

بیان شیخ فیض قادر صاحب

۱۶ جون کو میں صبح سات آٹھ بجے کے درمیان قبرستان گیا تھا۔ میرے ساتھ الہ دین تھا۔ جب ہم کارخانہ سے قبرستان جانے کے لئے نکلے۔ ہم عبد العزیز ملزم کو ملے۔ اور اکٹھے ہی کھیتوں میں سے قبرستان کی پہنچ گئے۔ میں نے دو گھیرے قبر کے ارد گرد دیکھے تھے۔ عبد الحق احراری بیرونی حلقہ کے اندر پڑا تھا۔ میں بیرونی حلقہ سے باہر کھڑا ہو گیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد لالہ وزیر چند آ گئے۔ احمدی اس وقت لحد پر اینٹیں لگا رہے تھے۔ لالہ صاحب نے کہا کہ ٹھیر جاؤ۔ ٹھیر جاؤ۔ جو آدمی اینٹیں لگا رہا تھا۔ اسے ٹھڈا بھی مارا۔ چودھری ظہور احمد نے کہا کہ لاش کی بے حرمتی ہو رہی ہے ہم اسے گوارا نہیں کر سکتے۔ اگر روکنا ہے تو یہ لو قلم دوات اور تحریری آرڈر دو۔ مٹی ڈالے بغیر چھوڑنے سے میت کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ لالہ وزیر چند نے کہا کہ کون روکتا ہے۔ اس پر انہیں بتایا گیا کہ وہ پچاس ساٹھ احراری بوہڑ کے نیچے بیٹھے ہیں۔ اس پر وہ ان کی طرف چلے گئے۔ لالہ وزیر چند ۲۵۔ ۳۰ منٹ احراریوں کے پاس رہے۔ اس دوران میں کچھ عرصہ انتظار کرنے کے بعد مٹی وغیرہ ڈال دی گئی احمدی دفن کر کے واپس آ گئے۔ جب تک احمدی وہاں رہے۔ لالہ وزیر چند ان کی طرف واپس نہیں آئے۔ قریباً چار پانسو احمدی قبرستان میں تھے۔ کوئی بھی کور کی وردی میں نہ تھا۔ میں خود نیشنل لیگ کور کا عہدیدار ہوں۔ کور کی کوئی جماعت وہاں نہ تھی۔ کیونکہ کور اس میں شامل ہی نہ ہوئی تھی۔ مہتہ عبد الرزاق احمدی کے پاس کیمرا تھا۔ اور ایک فوٹو اس نے میرے پاس کھڑے ہو کر لیا۔ وہ جنوب مشرق کی جانب کھڑا تھا جب پہلا فوٹو لیا۔ عبد الحق ایک پہلو پر ہاتھ سر کے نیچے رکھے ہوئے لیٹا ہوا تھا۔ عبد الرحمن جٹ کے وردی نہیں تھی۔ صرف سفید قمیص۔ واسکٹ اور شہدی لنگی پہنے ہوئے تھا۔ وہ کور کا ممبر نہیں۔ مجھے جو فوٹو دکھایا گیا ہے یہ اس موقع کا تھا۔ عبد الحق بھی اس میں ہے۔ اور اس میں عبد اللہ جان پسر نظام جان۔ عطاء الرحمن پسر نظام جان۔ محمد احمد دوکاندار۔ مولوی عبد الرحمن جٹ محمود احمد بھاگلپوری مولوی ارجمند خان مفتی فضل الرحمن۔ پسر سید ناصر شاہ صاحب مرحوم ظہور احمد۔ صاحبزادہ عبد الحمید فوٹو میں موجود ہیں۔ منگو کی لڑکی کی قبر سے جنوب مشرق کی جانب ایک پختہ چاردیواری ہے۔ فوٹو ایگزبٹ ڈی ایل بھی اسی موقع کا ایک نظارہ ہے۔ اس میں میں لالہ وزیر چند محمد سعید سلیم۔ نواب الدین کنسٹیبل۔ مفتی فضل الرحمن اور مولوی ظفر محمد کو شناخت کرتا ہوں۔ ان لوگوں کو میں نے قبرستان میں بھی دیکھا تھا۔ میں نے وہاں فخر الدین ملتانی کو نہیں دیکھا تھا۔ وہ کور کا ممبر نہیں ہے۔

بجواب جرح۔ تمام لوگ جو وہاں تھے۔ ان کے نام میں نہیں بتا سکتا۔ نہ ہی صحیح طور پر کسی کے متعلق کہہ سکتا ہوں کہ وہاں تھا یا نہیں۔ نہ ہی میں نے فخر الدین کو خاص طور پر تلاش کیا۔ بعض احمدیوں کے پاس لاٹھیاں یا چھڑیاں تھیں۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان کی تعداد کیا تھی۔ فوٹو جو دکھایا گیا ہے اس میں عبد الحمید۔ عطاء الرحمن اور محمد احمد کے ہاتھوں میں لاٹھیاں ہیں۔ کچھ اور چیز بھی بعض اور لوگوں نے پکڑی ہوئی ہے۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ لاٹھی ہے یا کیا ہے۔ دوسرے فوٹو میں بھی دو لاٹھیاں نظر آتی ہیں۔ دو تو فوٹو میں کوئی چھڑی نظر نہیں آتی۔ دونوں حلقوں کے مابین دس بارہ کرم کا فاصلہ تھا۔ مگر قبر کے نزدیک دو تین کرم کا ہی تھا۔ منگو کو بھی میں نے وہاں بیرونی حلقہ کے اندر دیکھا تھا اپنی لڑکی کی میت کے پاس بیٹھا تھا۔ ان فوٹوز میں میں اسے پہچان نہیں سکتا۔ سوائے ایک کے کوئی فوٹو میری موجودگی میں نہیں لیا گیا تھا۔ ہاں فوٹوگرافر کیمرہ لے کر دوسری جانب گیا تھا۔ مہر الدین نے میری موجودگی میں میت لحد میں رکھی تھی اس نے قمیص پہنی ہوئی اور چادر اوڑ پگڑی تھی۔ سپاہی جو قبرستان میں موجود تھے۔ کچھ حلقہ کے اندر اور کچھ باہر تھے جب لالہ وزیر چند آئے ہیں۔ میں بیرونی حلقہ کے اندر جا کر کھڑا ہو گیا تھا۔ محمد خان اور نواب دین اندرونی حلقہ کے اندر تھے۔ جب لالہ وزیر چند پہنچے۔ پہلا فوٹو ان کے آنے سے پہلے لیا گیا تھا۔ اس فوٹو میں محمد خان یا نواب الدین نظر نہیں آتے۔ کیمرہ کا سٹینڈ بھی تھا۔ اور اوسط سائز کا تھا۔ میں نے یہ فوٹو پہلے بھی دیکھے تھے۔ میں خود مرزا عبد الحق صاحب کے پاس شہادت کے متعلق ان کا مشورہ لینے گیا تھا۔ اور یہ فوٹو بھی دیکھے تھے۔ مجھے ۱۶ جون کی صبح کو منگو کی لڑکی کی وفات کا علم ہوا تھا۔ مجھے کسی نے جنازہ کے لئے جانے کو نہیں کہا تھا۔ میں اس لئے وہاں چلا گیا تھا۔ کہ عام طور پر یہ احساس تھا۔ کہ احراری مزاحمت کریں گے۔ جسے ہم گوارا نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی ان کو لاش کی بے حرمتی کرنے دینگے مجھے یاد نہیں۔ مجھے منگو کی لڑکی کی وفات کی خبر کس نے سنائی تھی۔ میں ۱۵ جون اور ۱۷ جون کو وہاں نہیں گیا تھا۔ الہ دین کو میں نے خود ساتھ لیا تھا۔ اس کارخانہ کے حصہ دار ہندو بھی ہیں۔ میں ریکارڈ دیکھ کر بتا سکتا ہوں۔ کہ حصہ دار زیادہ کس قوم کے ہیں۔ اور کہ سرمایہ زیادہ تر کن لوگوں کا ہے۔ ڈائرکٹر دس ہیں۔ اور چیئرمین کیپٹن مرزا شریف احمد ہیں۔ جو احراری بوہڑ کے نیچے بیٹھے تھے۔ میں ان میں سے کسی کو نہیں جانتا۔ بوہڑ وہی ہے جو تکیہ کے قریب ہے۔ میں اس بوہڑ کے نیچے کبھی نہیں گیا۔ عبد اللہ اور برکت علی خوجہ اور دو اور خوجے۔ میں نے وہاں دیکھے علقہ کے نزدیک کھڑے تھے۔ میں نے کسی احمدی کو لالہ وزیر چند سے یہ کہتے نہیں سنا کہ ہمیں دفن کرنے کی اجازت ہے یا نہیں۔ عبد الرحمن جٹ اور ظفر محمد کو بار بار لالہ وزیر چند کے پاس جاتے دیکھا تھا۔ عبد العزیز ملزم کا مکان سٹار ہوزری سے دو تین سو گز کے فاصلہ پر ہے۔ اور دار الرحمت میں ہے اگر کھیتوں میں سے جائیں۔ تو محلہ دار الرحمت کے بعض حصوں سے قبرستان بہ نسبت اس رستہ کے نزدیک ہے۔ جو ہوزری کے پاس سے جاتا ہے لیکن کمبوہ کھیتوں میں سے گذرنے نہیں دیتے۔ نہ ہی میں نے عبد العزیز کو قبرستان جانے کو کہا نہ ہی اس نے مجھے کہا۔ مجھے معلوم نہیں کہ کوئی پولیس افسر تفتیش کر رہا ہے۔ میں نے کسی پولیس افسر سے یہ نہیں کہا کہ عبد العزیز میرے ساتھ تھا۔ لڑائی میں نہیں تھا۔

بجواب ملزم بجرح۔ جو سڑک دار الرحمت سے قبرستان کو جاتی ہے۔ وہ ہوزری کے پاس سے گزرتی ہے۔ جب فوٹوگرافر فوٹو لینے لگتا تھا۔ تو پولیس والے بھاگ کر اس کی طرف آ جاتے تھے۔ تا ان کا فوٹو نہ آ جائے۔ مجھے وکیل صفائی نے کوئی گواہی سکھائی نہیں تھی۔ نہ ہی مجھے ان لوگوں کے نام بتائے۔ جو فوٹو میں ہیں مجھ سے پوچھا تھا کہ ان میں سے کس کس کو پہچانتے ہو۔ میں نے نام خود بتائے تھے۔ انہوں نے صرف فوٹو دکھائے تھے۔

بیان گواہ ماسٹر فضل داد صاحب

میں ۱۶ جون کو صبح سات ساڑھے